ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

۸ | رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ | اگست ۲۰۱۱ء

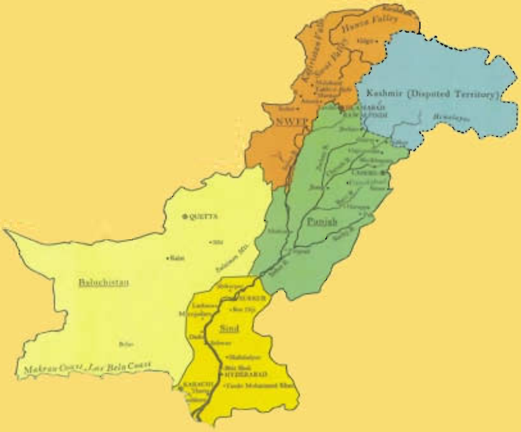

پاکستان کے رہنماؤ!

اگر پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی سلطنت بنا دیا گیا تو یاد رکھو اسلامی سلطنت میں کوئی انسان دکھی نہ ہوگا۔ یہ سلطنت غیور اور بہادر مجاہدوں اور درویشوں کی بستی ہوگی۔ کوئی دشمن اسلام، پاکستان کی طرف آنکھ اٹھانے کی جرأت نہ کر سکے گا۔ ''اسلامی پاکستان'' کے اندر مسائل اگر ہوں گے تو دین کی برکت سے خود بخود ختم ہو جائیں گے اور مستقبل بھی پریشان کن نہ ہوگا۔

خدا یقیناً نیک نیتوں کی مدد کرتا ہے۔ بہتان طرازی سے پرہیز کرنا ورنہ خدا کے آگے جوابدہ ہوگے۔ عزت، ذلت، موت، حیات سب اللہ کے اختیار میں ہیں۔ شیطان کو شکست دو اور اللہ کے فوجی بن جاؤ۔ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔ اقتدار کے لیے جھوٹے وعدے مت کرنا۔ کرسی اقتدار بہت ہی بے وفا ہے۔ مسکرا مسکرا کر ایسے انداز میں جھوٹ بولنے والے خوشامدی جو سچے دکھائی دیں، ہمیشہ جھوٹے اور خود غرض ہوتے ہیں۔ خدا ان سے پاکستان کو محفوظ رکھے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(نواب افتخار حسین ممدوٹ سے گفتگو۔ ملتان ۱۹۵۰ء)

امیر المومنین، خلیفۂ راشد
سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

علی ہے میری محبّت کا مرکز و محور
علی کا میں ہوں شناسا ہے وہ مرا مفخر

علی غلامِ محمد ہے میں غلامِ علی
جو تو غلامِ محمد ہے میں ترا قنبر

علی ہے مہر و مروت، علی ہے صدق و صفا
علی قضا میں ولی ہے وہ زہد کا پیکر

علی ولاء و غنا ہے، علی ہے جود و سخا
علی بہ پیشِ الٰہی، اے مشرکاں! افقر

علی ہے فقر کا وارث، علی کو فقر پہ ناز
علی کا فقر ہے دنیا میں بہتر و برتر

سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(ملتان، ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ/نومبر ۱۹۸۸ء)

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہٗ

روزہ

اے مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔ (روزوں کے دن) گنتی کے چند روز ہیں تو جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزوں کا شمار پورا کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھیں (لیکن رکھیں نہیں) وہ روزے کے بدلے محتاج کو کھانا کھلا دیں۔ اور جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اس کے حق میں زیادہ اچھا ہے اور اگر سمجھو تو روزہ رکھنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (سورۃ البقرہ، آیت ۱۸۳)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان المبارک

اللہ کا محترم مہینہ رمضان تمہارے پاس آگیا، یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہیں اپنی آغوشِ رحمت میں لے لیتا ہے اور اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے، خطائیں معاف کرتا ہے اور دعائیں قبول فرماتا ہے، اور اس مہینہ میں طاعات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتا ہے اور مسرت و مفاخرت کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتا ہے۔ پس اے لوگو! اس مبارک مہینہ میں اللہ کو اپنی طرف سے خیر ہی دکھاؤ، وہ شخص بڑا بے نصیب ہے جو رحمتوں کے اس موسم میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہ جائے۔ (مجمع الزوائد، جلد۳، صفحہ۱۴۲)

الآثار

نااہل حکمران

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اِذاوُسِّدَ الاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃِ

''جب حکومت نااہل لوگوں کے سپرد ہو تو قیامت کا انتظار کرو۔'' (بخاری)

پاکستان میں تم اسلام کا سیاسی نظام تو رائج نہ کرسکے اور غیروں کا جو نظام تم نے اپنایا ہے اس کے ساتھ بھی انصاف نہ کیا۔ اس کی خوبیاں چھوڑ دیں اور برائیوں کو شعار کرلیا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
(ملتان ۱۹۵۸ء)

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

جلد 22 شمارہ 8 رمضان المبارک 1432ھ — اگست 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
حضرت پیرجی ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبد اللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
الیاس نبیل، محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— /-200 روپے
بیرون ملک —— /-1500 روپے
فی شمارہ —— /-20 روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

تشکیل

دل کی بات:	حکومت، عدلیہ تصادم..... کیا رنگ لائے گا؟	مدیر	2
شذرات:	7 ستمبر..... یومِ تحفظِ ختمِ نبوت (یومِ قرار دادِ اقلیت) شہداءِ ختمِ نبوت ساہیوال کا مقدمہ سپریم کورٹ میں	عبد اللطیف خالد چیمہ	3
دین و دانش:	امیر المومنین خلیفۂ راشد و عادل سیدنا علی رضی اللہ عنہ	سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ	6
//	رمضان: سال کا دل	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	13
//	ماہِ مبارک کو مکدر نہ کیجیے	مولانا محمد عاشق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ	15
//	آیت "الراشدون" اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	18
شخصیت:	سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	خواجہ جمیل احمد	24
//	علامہ محمد اقبالؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	28
شاعری:	قطعات	میجر سعید اختر	31
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط سوم)	پروفیسر خالد شبیر احمد	32
مطالعۂ قادیانیت:	جہنم کے مسافر	عرفان محمود برق	40
نقد و نظر:	سکولوں میں بچیوں کو پڑھائی جانے والی ایک اخلاق سوز کتاب "زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیم"	بنت رانا عبد الستار	45
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	صبیح ہمدانی / مولانا محمد مغیرہ	47
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	52
تراجم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	59

www.ahrar.org.pk
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات		مدیر

حکومت، عدلیہ تصادم......کیا رنگ لائے گا؟

مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ کسی بھی ریاست کے بنیادی ادارے ہوتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے سے باہم جُڑے ہوں اور ان میں ہم آہنگی موجود ہو تو ریاست مضبوط اور اس کا نظام مستحکم ہوجاتا ہے۔ افسوس! استعماری قوتوں کی سازشوں اور ہمارے حکمرانوں کی نااہلی نے وطنِ عزیز کے ان اداروں میں کبھی اتفاق کی فضا کو قائم نہیں رہنے دیا۔ قوم نے بڑی قربانی دے کر اور صبر آزما جدوجہد کر کے چیف جسٹس افتخار چودھری کو بحال کرایا تھا کہ کوئی ایک ادارہ ہی ٹھیک ہوجائے۔ قوم کو انصاف ملے، مجرموں کا احتساب ہو، لٹیروں کو سزا ملے اور قومی خزانے سے لوٹی ہوئی رقم واپس ملے۔ لیکن......

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

حکومت ایک بار پھر عدلیہ کے سامنے سینہ تان کر کھڑی ہے۔ عدالتِ عظمیٰ کے فیصلوں کو نہ صرف حکومت ماننے سے انکاری ہے بلکہ ان کی دھجیاں بکھیر کر توہین و تذلیل کی جارہی ہے۔ عدالتِ عظمیٰ ''ظفر قریشی'' کو بحال کرتی ہے تو حکومت اُسے معطل کر دیتی ہے۔ ''سہیل احمد'' کی برطرفی کا نوٹس لیتی ہے تو حکومت برہم ہوجاتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عدلیہ بددیانتوں، ظالموں اور قومی مجرموں کو سزا دینا چاہتی ہے لیکن کرپٹ حکمران نہ صرف انھیں پناہ دے رہے ہیں بلکہ ان کی حوصلہ افزائی بھی کر رہے ہیں۔ لٹیرے دندنا رہے ہیں اور عوام انگشت بدنداں ہیں۔ اگر خدانخواستہ عدلیہ کا گلا دبایا گیا تو پھر ملک میں کبھی قانون کی حکمرانی ہوگی نہ عوام کو انصاف ملے گا۔

حکمرانوں کی چار سالہ کارکردگی کے بھیانک نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ زنا، شراب، قتل، ڈاکے، اغوا جیسے جرائم عروج پر ہیں۔ امن کی جگہ خوف نے لے لی ہے۔ کراچی خون میں نہا گیا، خیبر پختونخواہ بم دھماکوں سے لرز رہا ہے۔ وزیرستان مستقل امریکی ڈرون حملوں کی زد میں ہے اور بے گناہ شہریوں کی لاشوں کا فرش بچھایا جارہا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف نام نہاد جنگ میں فرنٹ لائن سٹیٹ بننے کا صلہ یہ ملا کہ امریکی کانگریس نے پاکستانی امداد میں کمی کا بل متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان کو دیے جانے والے ایک ایک ڈالر کا حساب لیا جائے گا۔ ملکی معیشت تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے اور پاکستان کو امریکی امداد کے آکسیجن ٹینٹ میں پہنچانے والے حکمران مایوسیوں کے سمندر میں ڈبکیاں لے رہے ہیں۔

ایبٹ آباد آپریشن کے بعد امریکہ وزیرستان اور بلوچستان میں براہِ راست خود آپریشن کرنے کے ناپاک منصوبے بنا رہا ہے۔ جبکہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک روزانہ ہزار بار جھوٹ بول کر سب اچھا کا راگ الاپ رہے ہیں۔ نئی نویلی کمسن وزیر خارجہ حنا ربانی کے کامیاب دورۂ بھارت کا خلاصہ یہ ہے کہ بھارتی پریس نے ان کے مذاکرات سے زیادہ ان کے ملبوسات اور زیورات کو کوریج دی ہے۔ ان حالات میں بھی اگر ریاستی اداروں میں تصادم کی فضا قائم رہتی ہے تو پھر خاکم بدہن قیامِ ریاست کا جواز بھی باقی نہیں رہتا۔ حکمران......عدلیہ کے سامنے سے ہٹ جائیں۔ فیصلوں کا احترام اور ان پر عمل درآمد کریں تاکہ قانون کی حکمرانی ہو، ملک میں امن ہو اور قوم کو انصاف ملے۔

7 ستمبر...... یومِ تحفظِ ختمِ نبوت (یومِ قراردادِ اقلیت)

عبداللطیف خالد چیمہ

۳۷ برس قبل پاکستان کی پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور تمام اسلامی ممالک میں اس فیصلے کو نہ صرف سراہا بلکہ بعض ممالک میں اِس آئینی وقانونی اور تاریخ ساز فیصلے کی روشنی میں قادیانی فتنے کے سدباب کے لیے اقدامات بھی کیے گئے، اِس فیصلے نے پوری دنیا کو اپنی طرف متوجہ کیا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے مسلمانوں کے حقوق پر شب خون مارنے کے لیے مرزائیوں کو رکاوٹیں نظر آنے لگیں، لوئر کورٹس سے اپر کورٹس تک عدالتی فیصلوں نے قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان حدفاصل کو مزید قانونی جواز مہیا کیے اور جہاں تہاں یہ فتنہ پہنچا ہر جگہ اہل حق نے وہاں وہاں پہنچ کر دنیا پر حقیقت آشکارا کر دی۔ ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو قراردادِ اقلیت کی پارلیمنٹ میں منظوری کے بعد قائد ایوان ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اپنے خطاب میں اِسے پورے ایوان کا فیصلہ قرار دیتے ہوئے کہا تھا کہ

> ''آج کے روز جو فیصلہ ہوا ہے یہ ایک قومی فیصلہ ہے، یہ پاکستان کی عوام کا فیصلہ ہے، یہ فیصلہ پاکستان کے مسلمانوں کے ارادے، خواہشات اور ان کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے وحشیانہ طور پر طاقت کا استعمال کیا گیا تھا جو اس مسئلہ کے حل کے لیے نہیں، بلکہ اس مسئلہ کو دبانے کے لیے تھا۔''

۲۶راپریل ۱۹۸۴ء میں صدر ضیاالحق مرحوم نے امتناع قادیانیت ایکٹ کے تحت قادیانیوں کو اسلامی شعائر وعلامات کے استعمال سے قانوناً روک دیا یہ ایکٹ تعزیرات پاکستان کا حصہ ہے لیکن لاہوری وقادیانی مرزائی ۱۹۷۴ء کی آئینی قراردادِ اقلیت، ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ اور عدالتی فیصلوں کو ماننے سے نہ صرف انکاری ہیں بلکہ ان فیصلوں کے خلاف پوری دنیا میں پراپگنڈہ اور لابنگ کر رہے ہیں۔ اِن سطور کے ذریعے ہم تحریک ختم نبوت کی تمام جماعتوں، اداروں اور شخصیات سے درخواست کرنا چاہیں گے کہ وہ آئندہ ماہ کی ۷ تاریخ (بدھ) کو نہ صرف ملک بھر بلکہ دنیا میں ''یوم تحفظ ختم نبوت'' پہلے سے زیادہ شان وشوکت کے ساتھ منانے کا اہتمام فرمائیں اور پوری دنیا کو تحفظ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور قادیانی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کریں، مجلس احرارِ اسلام کی جملہ ماتحت شاخوں اور جماعت کے ذیلی اداروں کے لیے اِنتہائی ضروری ہے کہ وہ اپنی اپنی سطح پر ''یوم تحفظ ختم نبوت'' کے لیے ابھی سے تیاری کریں رمضان المبارک اور عیدالفطر کی مصروفیات کے تقریباً ایک ہفتہ بعد ۷رستمبر ہے اِس دن کو اِس کی شان کے ساتھ منانے کے لیے

مشترکہ اجتماعات وتقریبات کا اہتمام کیا جائے اور ممکن حد تک تمام مکاتبِ فکر کو شرکت کی دعوت دی جائے۔

شہداءِ ختمِ نبوت ساہیوال کا مقدمہ سپریم کورٹ میں:

۲۷ سال قبل ۲۶؍ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال میں ۱۱ قادیانیوں نے مسلح ہو کر مشن چوک کے قریب جامعہ رشیدیہ کے مدرس اور مجلس احرارِ اسلام ساہیوال کے صدر قاری بشیر احمد حبیب اور پولی ٹیکنیکل کالج کے طالب علم اظہر رفیق کو شہید کر دیا۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت پیر جی عبدالعلیم رائے پوری شہید رحمتہ اللہ علیہ اور دیگر اکابر علماء اور قائدین تحریکِ ختمِ نبوت کے مشورے وتائید کے ساتھ راقم الحروف کو مقدمہ کی پیروی کے لیے مدعی نامزد کیا گیا۔ وکیل ختمِ نبوت جناب عبدالمتین چودھری ایڈووکیٹ کی نگرانی میں سینئر وکلاء کی ایک ٹیم نے دن رات ایک کر کے ملٹری کورٹ نمبر ۶۲ ملتان میں مقدمہ کی پوری جنگ لڑی اور برصغیر کی تاریخ میں ایک مثال قائم ہوگئی کہ ہنگامہ آرائی کے بغیر ایک عدالتی پراسیس کو اختیار کیا جائے تو جنگ جیتی جاسکتی ہے۔ ملتان مسلسل پیشیوں اور صبر آزما عدالتی سماعت کے دوران ٹاپ کے قادیانی وکیل زچ ہو کر رہ گئے۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ العالی اپنے نائبین اور ساتھیوں کے ہمراہ عدالت کے باہر نصرت کے لیے موجود رہتے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم، بزرگوں کی دعاؤں اور قانونی راستہ اختیار کرنے کی وجہ سے سپیشل ملٹری کورٹ نے قادیانی ملزمان محمد دین اور محمد الیاس منیر مُربّی کو سزائے موت اور جرمانہ کی سزا سنائی محمد دین تو سنٹرل جیل ساہیوال میں ہی مر گیا جبکہ محمد الیاس منیر مُربّی (سزائے موت) کے علاوہ نعیم الدین، عبدالقدیر، محمد نثار اور حاذق رفیق طاہر کی سزائے قید کو لاہور ہائی کورٹ کے جج جسٹس محمد ارشاد حسن اور جسٹس محمد عارف نے ۱۹۹۴ء میں اِس بنا پر رہا کر دیا کہ ملزمان نے جتنی سزائیں کاٹ لی ہیں وہ کافی ہیں۔ اصل میں بعض خفیہ ہاتھ اور وقت کے حکمران اس کیس پر اثر انداز ہوئے۔

اِس فیصلے کے خلاف ہم نے سپریم کورٹ آف پاکستان اسلام آباد میں پٹیشن دائر کی جسے ۱۹۹۵ء میں سماعت کے لیے منظور کر لیا گیا تب سے اب تک روٹین کی چند پیشیوں کے بعد ۱۴؍ جولائی ۲۰۱۱ء کو چیف جسٹس جناب افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں قائم بنچ نمبر ا جس میں مسٹر جسٹس خلجی عارف حسین اور مسٹر جسٹس عامر ہانی مسلم شامل ہیں نے برہمی کے انداز میں استفسار کیا کہ سپریم کورٹ کے آرڈر کے باوجود پنجاب حکومت اور متعلقہ اداروں نے ملزمان کو بیرونی ممالک سے واپس پاکستان لانے کے لیے کوئی مؤثر اقدامات کیوں نہیں کیے جبکہ ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل پنجاب چودھری خادم حسین قیصر نے عدالتِ عظمیٰ کو بتایا کہ ضابطے کی کارروائی کر کے وزارتِ داخلہ سے کہا گیا ہے کہ ملزمان کی واپسی کے لیے اقدامات کیے جائیں۔ عدالتِ عظمیٰ نے پولیس پروٹیکشن آرڈر کے تحت آئی جی پنجاب کو بھی ہدایت کی کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر ملزمان کو بیرونِ ملک سے واپس لائیں۔ عدالتِ عظمیٰ نے متعلقہ اداروں کو تین ہفتوں کی مہلت دی ہے

کہ وہ مفرور ملزمان کی ہر حال میں گرفتاری کو یقینی بنائیں۔

اُمید ہے کہ اگست میں سپریم کورٹ قادیانی ملزمان، متعلقہ سرکاری افسران اور مدعی (راقم الحروف) کو طلب کرے گی سپریم کورٹ کے سنیئر وکیل جناب چودھری علی محمد ایڈووکیٹ اس کیس میں ہمارے کونسل ہیں۔ اِن سطور کے ذریعے ہم سپریم کورٹ کے قابل احترام جج صاحبان کے اِس کردار کی تحسین کرتے ہیں کہ جہاں وہ دیگر بڑے اور اہم مقدمات میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں اور ان کی صدائے بازگشت پوری دنیا میں سنی جارہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ۲۷ سالہ پرانے اس مشہور مقدمہ کی دبی ہوئی فائل پر بھی نظرِ عنایت فرمائی ہے۔ امید ہے ہمیں انصاف ملے گا اور شہداء کے قاتل اپنے انجام کو پہنچ کر رہیں گے (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔ اِس کے ساتھ ساتھ اِس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ مشن چوک کے قریب قادیانی معبد جس کو ۲۷/ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ساہیوال کی پولیس اور انتظامیہ نے راقم کی مُدعیت میں قانون کی دفعہ ۱۴۵ کے تحت متنازعہ قرار دے کر سیل کر دیا تھا۔ الحمدللہ آج تک سیل ہے۔ اس دوران متعدد مرتبہ قادیانیوں نے اِس کو کھلوانے کی ناکام کوششیں کیں۔ یہ کیس ساہیوال کی عدالت میں ہے اور ہم اس میں پارٹی ہیں اوّل آخر ہماری خواہش ہے کہ قانون کے مطابق اس کا فیصلہ ہو اور کسی دباؤ کو خاطر میں نہ لایا جائے! وماعلینا الا البلاغ

☆☆☆

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کر دیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کر دی گئی ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ درج شدہ مدت کے مطابق اپنا سالانہ چندہ ارسال کر کے اگلے سال کی تجدید کرالیں۔ کئی قارئین کا زرتعاون سالانہ جولائی ۲۰۱۱ء میں ختم ہو چکا تھا۔ اس کے باوجود پہلے جولائی ۲۰۱۱ اور اب اگست ۲۰۱۱ء کا شمارہ بھی انھیں ارسال کیا جارہا ہے۔ ایسے قارئین' جن کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے براہِ کرم اگست ہی میں اپنا سالانہ زرتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم منی آرڈر یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-63226621 پر ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ ایزی لوڈ کراتے وقت اس کا خرچ خود ادا کریں۔ ادارے کو پورے -/200 روپے موصول ہوں۔ (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

امیر المومنین، امام المتقین، قاتل المشرکین، خلیفۂ راشد وعادل
سیدنا علی رضی اللہ عنہ

مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ

شجرۂ نسب:

آپ کا شجرۂ نسب والد کی طرف سے یوں ہے۔

علی بن عبد مناف (ابو طالب) بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ ماں کی طرف سے علی بن فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف۔ آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہیں۔ عبد مناف کی اولاد بہت تھی۔ اسبابِ معاش بہت کم، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی کو چچا سے مانگ لیا کہ اس کی تربیت وتعلیم اور پرورش کا میں کفیل ہوں۔ ابو طالب نے بخوشی بیٹا دے دیا۔ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پالا پوسا، پروان چڑھایا، قلبِ علی کو نورِ ایمان سے منور کیا، علم وعمل کی نعمتوں سے مالا مال کیا، داماد بنایا اور ''اقضیٰ ھم علّی'' کے منصبِ جلیلہ پر فائز کیا۔

کنیت:

آپ کو ابوالحسن ابوتراب کی کنیت سے یاد کیا جاتا ہے اور ایک غیر مشہور کنیت آپ کی ابوالقاسم الہاشمی بھی ہے۔

قبولِ اسلام:

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حکم ہوا کہ **وانذر عشیرتک الاقربین** (الشعراء:۲۱۴) کہ اپنے قرابت داروں کو آخرت کے عذاب سے ڈراؤ۔ کہ شرک چھوڑ کر توحیدِ ربانی کی طرف آجائیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس ''عشیرۃ'' برپا کی۔ تمام اعزہ واقرباء کی دعوت کی اور انھیں اسلام کی طرف بلایا۔ اپنی نبوت کی خبرِ صادق سنائی۔ تمام اعزہ خاموش رہے۔ ابولہب بھنّا اٹھا اور ابو طالب خاموش رہا۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ جن کی عمر اس وقت ۷ برس بتائی جاتی ہے۔ کھڑے ہوئے اور قبولِ حق کا اعلان فرمایا۔ توحید ونبوت کی شہادت پڑھی اور حلقہ بگوشِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگئے۔

آپ کی عمر کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے محققین کا قول یہ ہے کہ آپ ۷ برس کے تھے۔ اسی لیے اہلِ سنت نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ بچوں میں سب سے پہلے مسلمان علی بن عبد مناف (ابو طالب) ہیں۔ آپ کے اسلام کا سببِ قوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت تھی اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قرب تھا۔ بعض لوگوں نے فضائل ومناقب کے باب میں بڑے ردّ وکد کا اظہار کیا ہے۔ ان میں زیادہ روایات ابنِ عساکر نے جمع کی ہیں۔ ابن کثیر فرماتے ہیں:

لا یصح شی منھا و اللہ اعلم (۱) ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں۔

محمد ابن کعب قرظی فرماتے ہیں۔ عورتوں میں خدیجہ الکبریٰؓ اسلام لائیں اور مردوں میں ابوبکرؓ وعلیؓ۔

ولکن کان ابوبکر یظهر ایمانه وعلی یکتم ایمانه قلت خوفاً من ابیه ثم امره ابوه بمتابعه ابن عمه ونصرته۔(۲)

اور لیکن حضرت ابوبکرؓ اپنا ایمان ظاہر کرتے تھے اور حضرت علیؓ اپنے والد کے خوف سے ایمان چھپاتے تھے۔ پھر ان کے والد نے انہیں چچا کے بیٹے کی پیروی اور اس کی مدد کا حکم دیا۔

ہجرت:

سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہجرت کے بعد آپ نے ہجرت کی۔

مواخات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کو سہل بن حنیف انصاری کا بھائی بنایا۔

وذکر ابن اسحاق وغیره من اهل السیر والمغازی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخی بینه وبین نفسه وقدوردفی ذلک احادیث کثیرة لا یصح شی منها لضعف اسانیده ورکه بعض متونها۔(۳)

ابن اسحاق اور ان کے علاوہ علماء سیرت ومغازی نے ذکر کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ کو اپنا بھائی بنایا اور اس سلسلہ میں بہت سی احادیث لائے ہیں۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی درست نہیں۔ بعض کی سند کمزور ہے اور بعض کے متن ہی رکیک ہیں۔

غزوات میں شرکت:

آپ نے غزوۂ بدر میں دادِ شجاعت دی اور بہر نوع غالب رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے آپ کا ہاتھ اس دن ''ید بیضاء'' تھا اور یہ سب نبی کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات کا اثر تھا۔ حضرت علی، حمزہ اور عبید ابنِ حارث کے مقابلہ میں عتبہ، شیبہ اور ولید بھی سامنے تھے تو اللہ نے ان کے باطنی وظاہری بغض وعداوت کے بارے میں آیت نازل فرمائی: **هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ (الحج:۱۹)**

بعض روایات ایسی مشہور کردی گئی ہیں کہ ان کے ردّ کرنے پر جاہل حتیٰ کہ مولوی بھی جز بز ہوتے ہیں کہ بدر کے دن آسمان سے آواز آئی: **لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیٰ**۔ تلوار تو بس ذوالفقار ہے اور جوان تو فقط علی ہیں۔

ابن عساکر کہتے ہیں، یہ روایت مرسل ہے(۴)۔ ہاں، ایک روایت اس وجہ سے درست مانی جاسکتی ہے کہ اس پر قرآن گواہ ہے کہ غزوہ بدر میں اللہ نے ۸ ہزار فرشتے محمد واصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کے لیے قطار اندر قطار نازل فرمائے اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن ابوبکرؓ کو اور مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام۔

فرمایا اسرافیل علیہ السلام وہ عظیم فرشتہ ہے جو قتال و جہاد میں حاضر تو ہے لیکن قتل نہیں کرتا۔(۵)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں بھی شریک تھے اور دادِ شجاعت دیتے رہے۔ آپ افواجِ اسلامیہ کے میمنہ پر مقرر تھے اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا آپ نے تھاما۔ آپ نے احد کی جنگ میں شدید ترین حملے کیے اور مشرکین کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور زخمی ہوگیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہی بڑھ کر آپ کا چہرۂ انور صاف کیا تھا۔ آپ غزوۂ خندق، حدیبیہ، خیبر میں برابر شریک اصحابِ رسول رہے۔ اسی طرح فتح حنین اور طائف میں بھی آپ بقیہ اصحاب رسول کی صف میں شامل اور معیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل تھے۔

امامت ونیابت:

سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے مدینہ سے نکلنے لگے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ساکنانِ مدینہ پاک پر اپنا نائب مقرر کیا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

یا رسول اللہ اتخلفنی مع النساء والصبیان

''اے اللہ کے رسول! مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟''

تو اس کے جواب میں اعلم الناس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی

علی! تو اس بات پر راضی نہیں کہ جس طرح موسیٰ کے لیے ہارون تھے تم میرے لیے اسی طرح ہو بجز اس کے کہ میرے بعد نبوت نہیں چلے گی۔

یہی ایک پیریڈ ہے۔ اس پر قناعت کرو اور بس۔ اس نصیحت کا واضح تعلق اس بات سے ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک محدود حکم تھا اور وفاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس حکم کا کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ سیدنا ہارون علیہ السلام کو جو نیابت ملی تھی، وہ محدود تھی۔ مطلق نہ تھی۔ اور اگر اس واقعہ کو خلافت مطلقہ مان لیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نہیں فرمایا بلکہ سیدنا عبداللہ ابنِ ام مکتومؓ کو مسجدِ نبوی کی امامت پر مامور فرمایا۔ دوسرے یہ کہ سیدنا ہارون علیہ السلام صرف چالیس دن کے لیے نائب مقرر کیے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ کی ڈیوٹی ختم ہوگئی تھی اور آپ موسیٰ علیہ السلام کی وفات سے چالیس برس قبل انتقال فرما گئے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ طیبہ میں آپ کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا مگر تنہا نہیں بھیجا۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کے ہمراہ بھیجا تا کہ حالات مکمل طور پر آپ کے قبضہ میں رہیں۔ لیکن اپنی وفات کے بعد کوئی مخفی یا ظاہری حکم نہیں دیا۔ ایسی تمام روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ جب سیدِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور حیاتیاتی عناصر ساتھ چھوڑتے ہوئے دکھائی دیے تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب نے سیدنا علی

رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد کارِنبوت اور امرامت کس کے سپرد ہوگا۔

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیمن الا مر بعدہ؟ فقال و اللہ لا اسئلہ فانہ منعنا ھا لا یعطینا ھا لناس بعدہ ابداً

فرمایا: اللہ کی قسم میں نہیں پوچھتا کہ اگر آپ نے انکار فرمادیا تو لوگ قیامت تک مجھے یہ عہدہ و نیابت نہیں دیں گے۔ تمام احادیث کی تفصیلات سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے خاندان کے بارے میں کوئی وصیتِ نیابت وامامت نہیں فرمائی۔ (۶)

رافضی اور وعظ فروش مولوی جس وصیت وامامت کی دہائی دیتے ہیں وہ سراسر جھوٹ، بہتان اور افتراء ہے۔ اگر اس وصیت کو ہم مؤمنینِ اہلِ سنت مان لیں تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ صحابہ (معاذ اللہ) خائن تھے جو وصیتِ رسول کے نفاذ میں بددیانتی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں صحابہ کی اجماعی حیثیت کو یوں واضح فرمایا گیا ہے کہ:

(۱) صحابہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے بہتر ہیں۔

(۲) اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عہد اور بعد کے زمانہ میں بہترین زمانہ کے لوگ تھے۔

(۳) اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کے اشرف لوگ ہیں۔ (بنص قرآن)

(۴) اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سلف وخلف کا اجماع ہے کہ وہ دنیا وآخرت میں غیر مسئول ہیں اور حسنِ عاقبت، نجات ومغفرت اور معیتِ رسول کے خطاب یافتہ ہیں۔

لفظ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا جامع لفظ ہے جس میں تمام اعزہ واقربا، اہل سنت اور دیگر اہلِ ایمان برابر کے حصہ دار ہیں۔ بخلاف دوسری نسبتوں کے کہ وہ تفریق کا موجب بنتی ہیں۔
ان سے گریز اولیٰ ہے۔ (فافھم) (۷)

بیعت وخلافت:

سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہفتہ کے دن ۱۹ ذی الحجہ ۳۵ھ کو آپ کی بیعت عام ہوئی۔ کہتے ہیں کہ صحابہ میں سب سے پہلے آپ کی بیعت سیدنا طلحہ نے کی اور فرمایا یہ کام یوں پایہ تکمیل تک نہ پہنچے گا۔ چنانچہ آپ مسجد میں آئے اور بیعتِ عام ہوئی۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ انصار کی ایک جماعت نے ان کی بیعت نہ کی۔ ان کے اسماء یہ ہیں:

(۱) حسان بن ثابت (۲) کعب بن مالک (۳) مسلم بن مخلا (۴) ابوسعید (۵) محمد بن مسلم (۶) کعب بن عجرہ اور مدینہ کے کچھ لوگ شام کو چلے گئے اور انھوں نے سیدنا علی کی بیعت نہیں کی۔ ان کے اسماء یہ ہیں (۱) قدامہ بن مظعون (۲) عبداللہ بن سلام (۳) مغیرہ بن شعبہ (۴) مروان بن حکم (۵) ولید بن عقبہ (۶) ابن عمر (۷) سعد بن ابی وقاص (۸) صہیب (۹) زید بن ثابت (۱۰) محمد بن ابی مسلمہ (۱۱) سلمہ بن سلامہ بن ارقش (۱۲) اسامہ بن زید، رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایک اور روایت کے مطابق باغیانِ کوفہ ومصر اور بصرہ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ

کے پاس باری باری گئے مگر انھوں نے ان کو کھلے لفظوں میں مردود قرار دیا۔ پھر سیدنا علیؓ کی خدمت میں آئے تو مالک الاشتر نے سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی۔ جب کہ یہ شخص قتلِ عثمانؓ میں بڑے مکروہ کردار کا حامل تھا۔ اس کے بعد تمام باغیوں نے بیعت کی۔

بہرحال ان مذکورہ بزرگ صحابہؓ کے علاوہ تمام مسلمانوں نے بیعت کی اور اہلِ سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافتِ راشدہ حقہ تھی۔ مگر خلافت علی منهاج النبوة۔ یعنی نبوت کے طریقے پر خلافت صرف حضرت ابوبکر وعمر کی خلافت تھی۔ رضی اللہ عنہما۔

امیر المومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبۂ خلافت:

حمد الله واثنى عليه ثم قال ان لله تعالىٰ انزل كتاباً هادياً بين فيه الخير والشر فخذ وابا لخير ودعوالشر. ان الله حرم حرماً مجهوله، وفضل حرمة المسلم على الحرم كلها وشد بالاخلاص والتوحيد حقوق المسلمين، والمسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده الا بالحق لا يحل لمسلم آذٰن مسلماً الا بما يحب. بادروا امر العامة وخاصة احد كم الموت فان الناس امامكم وانما خلفكم الساعة تحدوبكم فتخففو تلحقوا. فانما ينتظر الناس اخراهم، اتقوالله عباده فى عباده وبلاده فانكم مسئولون حتى عن البقاع والبهائم ثم اطيعو الله ولا تعصوه، واذا رائيتم الخير فخذوه، واذا رائيتم النشر فدعوه (۸)

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ (انفال:۲٦)

اللہ کی حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا بے شک اللہ نے ہدایت دینے والی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں خیر وشر کو واضح کیا ہے۔ پس تم خیر کو تھام لو اور شر کو چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ نے مجہول حرم کو حرام کیا ہے۔ اور مسلمانوں کی حرمت کو تمام مقدسات پر ترجیح دی ہے اور مسلمانوں کے حقوق کو اخلاص اور توحید سے پابند کیا ہے۔ اور مسلمان وہ ہے کہ حق کے سوا مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ رہیں۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو واجب اذیت کے بغیر ایذا نہیں پہنچا سکتا۔ لوگوں کے کاموں کی طرف سبقت کرو۔ تم میں سے کسی کو بھی موت آئے تو یہ خاص بات ہے۔ بلاشبہ لوگ تمہارے سامنے ہیں اور قیامت تمہارے پیچھے ہے جو تمہیں ہانک رہی ہے۔ پس تم ہلکے پھلکے ہو جاؤ اور باہم مل جاؤ۔ لوگوں کی آخری گھڑی منتظر ہے۔ اللہ کے بندوں اور ان کے شہروں کے بارے میں ڈرتے ہو۔ تم سے اراضی اور جانوروں کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو، نافرمانی نہ کرو۔ جب تم خیر کو دیکھو تو فوراً اپنا لو اور جب شر دیکھو تو فوراً چھوڑ دو'' اور اس وقت کو یاد کرو جب تم ضعیف وناتواں تھے۔ زمین میں اور بہت تھوڑے تھے۔'' (القرآن)

چونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی ابتداء کرنے والے مصری، کوفی اور بصری باغی ہی تھے جنھیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوب پہچانتے تھے۔ مگر حالات کی سنگینی اور تقاضے کچھ مختلف تھے۔ اس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے (۱) مسلمانوں کی عام حرمت (۲) ان کی املاک کی حرمت (۳) ان کے خون کی حرمت (۴) اختلافات کے باوجود نفسی،

شخصی اور منصبی حرمت کی بھی نصیحت فرمائی۔ (۵) انھیں سمجھایا اور قائل کرنے کی کوشش کی کہ اب باہمی آویزش کی بجائے مل جل کر رہو۔ (۶) لوگوں کے کام کرو۔ ان کی ضروریات کی کفالت کرو کہ اسی میں اجر ہے اور یہی فخر بھی۔ (۷) موت تم پر منڈلا رہی ہے، قیامت تمھیں ہانک رہی ہے۔ (۸) انسانوں، زمینوں، جانوروں اور تمام حرمتوں کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ ہوگی۔ (۹) سنبھلو اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرو۔ (۱۰) دیکھو اللہ سے ڈرتے رہو۔ نفس کے ''احکام'' مت مانو۔ اللہ کا حکم مانو، اس کی نافرمانی نہ کرو۔ (۱۱) خیر اپناؤ اور شر چھوڑ دو۔ قرابتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تربیتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اس خطبہ میں جھلک رہی ہیں اور واضح طور پر دل ونگاہ کو آگہی، شعور اور نورِ بصیرت مل رہے ہیں۔ آج چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی ایک حاکم اور قوم کے لیے یکساں نفع اس سے ملتا ہے۔ مگر برا ہو اشتری گروہ کا کہ انھوں نے ان میں سے کسی ایک بات پر بھی عمل نہ کیا۔ بلکہ اس کے برعکس امت میں فتنہ برپا کیا۔ صحابہ کو قتل کیا، ان کا مال لوٹا۔

(۱)　سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مقدس مشن قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کو سبوتاژ کیا۔ ان پر شب خون مارا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی مصالحت کی تمام تدابیر فتنہ وفساد اور خوں ریزی کے سپرد کر دیں۔ (۹)

(۲)　سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۰)

(۳)　سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۱)

(۴)　سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ (۱۲)

(۵)　سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ جنگ جمل کے بعد مالک الاشتر نے کہا کہ اگر علی ہمارے ساتھ راست نہ رہے تو **الحقنا علیاً بعثمان** کہ علی کو بھی عثمان سے ملا دیں گے۔ (۱۳)

(۶)　وہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ان کے گروہ کو باطل اور باغی تصور کرتے تھے اور ان کے ساتھ باغیوں جیسا سلوک کرنا چاہتے تھے۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ایھا الناس امسکو عن ھولاء القوم ایدیکم والسنتکم۔

لوگو! اپنے ہاتھ اور زبانیں روکو اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے گروہ کو کچھ مت کہو۔ (۱۴)

(۷)　اور یہ کہ جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جمل وصفین کے مقتولین کا جنازہ پڑھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کی اور ثالثی قبول کی تو انہی قاتلینِ عثمانؓ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت بھی کر دی (۱۵)۔ اور اتہام ودشنام کی انتہا کر دی۔

(۸)　پھر جب سیدنا حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تو انہی قاتلین عثمان نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا۔ انھیں سخت سست کہا اور ان کی بہت بے عزتی کی۔ (۱۶)

(۹)　مالک الاشتر، حکیم بن جبلہ، شریح ابن اونی، عبداللہ ابن سبا، سالم بن تعلبہ، غلاب بن الہیثم باغیوں کے روساء

نے جب نافرمانیوں کی حد کردی تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند فرمایا:

لعن اللّٰہ قتلة عثمان ۔قاتلینِ عثمان پر اللہ کی لعنت ہو۔(۱۷)

دوسری جگہ فرمایا: **اللھم العن قتله عثمان** ۔(۱۸)

(۱۰)　اسی مالک الاشتر نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جنگِ جمل میں شدید زخمی کیا۔ آپ کے جسم پر ۳۷ زخم تھے۔ آپ نے بڑی پامردی، استقامت، بسالت اور شجاعت کے ساتھ ان موذیوں کا مقابلہ کیا اور سیدۂ کائنات ام المومنین عائشہ الصدیقۃ الحمیرا رضی اللہ عنہا کے دفاع کا حق ادا کردیا۔

(۱۱)　سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اصحاب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مال اسباب انھیں واپس کیا تو یہ اشتری سبائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر طعنہ زنی کرنے لگے: **کیف یحل لنا دمائھم ولا تحل لنا اموالھم** (۱۹)

ان کا مال ہمارے لیے حلال نہیں تو ان کا خون بہانا ہمارے لیے کیسے حلال ہے؟

جب یہ بات سیدنا علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: ''تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ (معاذ اللہ) عائشہ اس کو حصہ میں ملے؟'' میں نے نمونہ کے طور پر سبائیوں اور اشتریوں کی بدکاریاں گنوائی ہیں۔ ان لوگوں کے ہاتھ سے سلامتی پھیلی نہ اِن کی زبان سے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گیارہ نصیحتیں تھیں۔ انھیں کے مقابلہ میں ان کی گیارہ بدعہدیاں، نافرمانیاں اور خباثیں ذکر کی ہیں۔ اگر ان کی دنائتوں اور شرارتوں کا ذکر مقصود ہوتا تو اس کے لیے کئی صفحات درکار ہیں۔ میری حیرانی اس وقت اور بھی بڑھ گئی جب میں نے عصرِ حاضر کے بعض محققین کو ان کی بدکاریوں سے چشم پوشی کرتے دیکھا۔ میں نہیں سمجھ سکا ان ''محققوں'' کو ان سبائی اور اشتری بدکاروں سے کیوں محبت ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا پورا دورِ حکومت ان ریشہ دوانیوں کی بھینٹ چڑھ گیا۔ اگر یہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہوتے تو آپ کی ہدایات پر عمل کرتے۔ عوام اور خواص کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتے جو پہلے ہی دن آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ آپ نے تو عام انسانی حقوق کے بارے میں وہ بات فرمائی ہے جو آج اقوامِ متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر میں بھی نہیں مگر ان سبائی، خارجی اور اشتری ظالموں نے اکابر صحابہؓ کے منصب وحقوق کی بھی پروا نہیں کی۔ اے کاش وہ ظالم ایسا نہ کرتے۔

☆☆☆

حوالہ جات

(۱) البدایہ والنھایہ، ص۲۲۴، ج ۷ (۲) ایضاً (۳) ایضاً (۴) ایضاً (۵) ایضاً (۶) ص ۲۲۵ (۷) ص ۲۶۶ (۸) البدایہ ۲۲۷، ۲۲۸، ج ۷ (۹) البدایہ، ص۲۴۰، ج ۷ (۱۰) البدایہ، ص ۲۳۹، ۲۴۰، ج ۷ (۱۱) ص ۲۴۲ (۱۲) ص ۲۴۲ (۱۳) ص ۲۳۹ (۱۴) ۲۳۹ (۱۵) ص ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۸۵ (۱۶) ایضاً (۱۷) ص ۲۴۱ (۱۸) ص ۳۴۳ (۱۹) ۲۴۴، ۲۴۵

رمضان: سال کا دِل

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

کوئی نبی ایسا نہیں جس نے روزہ نہ رکھا ہو۔ کسی نبی کی اُمت ایسی نہیں، جس پر روزے فرض نہ ہوئے ہوں۔ البتہ روزوں کے دنوں اور وقت میں فرق رہا۔ حضرت آدم علیہ السّلام نے ہر مہینے کی ۱۳۔۱۴اور ۱۵ کے روزے رکھے۔ غالبًا اسی لئے فخرِ آدم صلی اللہ علیہ وسلم ایامِ بِیض کے روزے رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السّلام کے بارے میں روایتیں ملتی ہیں کہ وہ مستقل روزہ رکھا کرتے تھے حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کوہ طور پر چالیس دن روزے میں گزارے تھے، اس لئے ہر سنیچر کے علاوہ یہودی چالیس دن روزہ رکھنے کے پابند ہوگئے۔ چالیسواں روزہ محرم کی دسویں تاریخ کو پڑتا تھا، اسی لئے اسے عاشورہ کہتے تھے۔ یہودی جنتری کے لحاظ سے یہ دسواں دن ساتویں مہینے میں پڑتا ہے۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی بننے سے پہلے اور نبی بننے کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم عاشورے کا روزہ رکھتے تھے۔ لیکن مکّی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ کو اس کا حکم نہیں دیا۔

مسند ابنِ حنبل کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کا دسواں دن عربوں میں اس لئے اہمیت رکھتا تھا کہ اُس دن غلاف کعبہ بدلا جاتا تھا۔ اِس خوشی میں عرب روزہ رکھتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السّلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن چھوڑ دیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کو روزوں کے لئے بہت، حریص دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ..... صومِ داؤدی اختیار کرو!

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن کھاتے پیتے تھے۔ ان کے پیروکاروں کے لئے بھی رمضان کے تیس روزے فرض تھے، لیکن عیسائی پیشواؤں نے روزوں کی تعداد گھٹاتے گھٹاتے ان کا سلسلہ ہی ختم کر دیا۔

ہجرت کے اٹھارہ مہینے بعد شعبان ۲ ھجری میں روزے فرض ہوئے۔ جب روزہ فرض ہونے کا حکم آیا تو ارشادِ ربانی ہوا کہ...... یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ. سورۂ بقرہ کی اس آیت کا مطلب ہے اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے کی اُمتوں پر لکھا گیا تھا یعنی فرض کیا گیا تھا تاکہ تم اللہ سے ڈرنے والے بن جاؤ! اسی سلسلہ میں آگے چل کر ایک سال کے بعد حکم آیا کہ رمضان کے پورے مہینے میں روزہ رکھو۔

برائیوں سے بچانا اور ایسے راستہ پر چلانا جو انسان کی اپنی ذات اور اس کی تمام برادری کے لئے مفید ہو، اسلام کا مقصد ہے۔ روزہ اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے، اسی لئے اس کی مختصر تعریف یہ ہے کہ روزہ ایمان والے میں

تقویٰ پیدا کرتا ہے۔جن میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے' وہ اخلاص وآ گہی کے حامل بن جاتے ہیں۔روزے کے لئے عورت مرد، امیر غریب میں کوئی فرق نہیں۔دوسرے مذہبوں میں یہ فرق ہے مثلاً یونانی روزہ صرف عورت کے لئے ضروری سمجھتے تھے۔ آتش پرستوں میں روزہ صرف دستور کے لئے ہے یعنی جو مذہبی پیشوا ہے صرف اس کے لئے ہے دوسروں کے لئے نہیں ۔اسی طرح ہندومت میں ویش، کھتری، شودر' روزہ نہ رکھیں گے' صرف برہمنوں کے لئے روزہ ہے۔اسلام میں روزہ چند گھنٹوں کے لئے ہے۔یہودی چوبیس گھنٹے کا روزہ رکھتے ہیں۔بعض عیسائی راہب دو دو تین تین دن کے روزے کے قائل ہیں۔چینیوں کا ایک روزہ سات دن کا ہوتا ہے۔اسلام نے روزے کو بھی آسان کر دیا' رات میں کھانے پینے کی اجازت دے دی۔مستقل روزے رکھنے سے منع کر دیا۔یہودی افطار کے وقت جو کھالیں سو کھالیں پھر کچھ نہیں کھا سکتے۔اسی وقت ان کا روزہ شروع ہو جاتا ہے۔یہ لوگ روزہ رکھتے ہیں تو اسے سوگ کی علامت سمجھتے ہیں۔

اسلام کے ارکان میں روزہ تیسرا رکن ہے۔حکم ہے...... چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو! حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... جو مسلمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔رمضان کے روزوں کا انکار کرنے والا کافر اور شرعی عذر کے بغیر روزہ چھوڑنے والا فاسق ہے' چاہے وہ مرد ہو کہ عورت۔بچوں کے روزے معاف ہیں۔لیکن دس سال کی عمر کے بعد روزہ نہ رکھنے پر دھمکانے اور مارنے کا حکم ہے۔

روزے کے لئے نیت بہت ضروری ہے۔''فتاویٰ عالمگیری'' میں ہے کہ دل میں پکّا ارادہ ہونا چاہیے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لئے روزہ رکھوں گا۔زبان سے اگر نیت نہ کی جائے تو کوئی حرج نہیں۔لیکن ''درمختار'' میں ہے نیت زبان سے کرنا بھی سنت ہے۔رمضان کے روزے کی نیت رات سے کر لینا زیادہ اچھا ہے۔اگر رات میں نیت نہ کر سکے تو امامِ اعظم کے نزدیک ظہر کی نماز تک نیت کی جا سکتی ہے یعنی سورج کے ڈھلنے سے پہلے۔اگر دل سے نیت نہ کی جائے تو روزہ نہ ہوگا' فاقہ ہوگا۔

سر میں تیل ڈالنے سے نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے۔انجکشن لینے یا ٹیکہ لگوانے سے بھی روزہ نہ ٹوٹتا ہے نہ مکروہ ہوتا ہے' بشرطیکہ دوا پیٹ یا دماغ میں نہ جاتی ہو۔آنکھوں میں دوا ڈالنے' سرمہ لگانے' خوشبو لگانے یا سونگھنے سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔نہانے، تھوک یا بلغم کے نگل لینے یا خود بخود دتے کے آ جانے سے بھی روزہ مکروہ نہیں ہوتا۔پان کھانے کے بعد خوب کلی کر لی گئی اور منہ اچھی طرح صاف کر لیا گیا' لیکن تھوک میں لالی باقی رہ گئی تو کوئی مضائقہ نہیں۔

سحری کھانا سنت ہے۔سننِ نسائی میں ہے...... سحری کھانا برکت ہے۔کم ہو کہ زیادہ لیکن سحری کھانا چاہیے۔ ایک پیالی چائے، یک کھجور' ایک بسکٹ، کچھ بھی کھا لینا سنت کی تکمیل کرنا ہے۔یہودی سحری نہیں کھاتے۔سحری کے لئے حکم ہے کہ آخرِ رات میں کرو' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سائرن یا اذانِ فجر کے بعد بھی آدمی کھاتا پیتا رہے۔افطار کے بارے میں حکم ہے کہ جیسے ہی وقت ہو جائے افطار کر لیا جائے اس میں دیر نہ لگائی جائے کیونکہ یہودی تاخیر کرتے ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ...... ''رمضان سال کا دِل ہے یہ ٹھیک رہا تو تمام سال ٹھیک رہا۔''

ماہ مبارک کو مکدّر نہ کیجیے

مولانا محمد عاشق الٰہی بلندشہری رحمتہ اللہ علیہ

رمضان بڑا مبارک مہینہ ہے، اس میں نیکیوں کی طرف بہت زیادہ توجہ کرنی چاہیے اور الحمدللہ ہر مسلمان کچھ نہ کچھ خیر کی طرف اس ماہ میں ضرور بڑھتا ہے۔ اس ماہ نیکیوں کی کیا اور رمضان کی کیا خصوصیات ہیں۔ عام طور سے اُمّت مسلمہ اس سے واقف ہے۔ جی چاہتا ہے کہ ''حسنات رمضان'' کے ساتھ ساتھ مروّجہ منکرات کی بھی نشاندہی کردی جائے یعنی ان برائیوں کا ذکر کر دیا جائے جو اس مہینہ میں عموماً لوگوں سے سرزد ہوتی ہیں' کیونکہ شیطان ہر ممکن طریق سے نیک بندوں کا روڑا بننے کے ڈھنگ نکالتا ہے۔ اور منکرات کو رواج دینے میں اس طرح کامیاب ہوجاتا ہے کہ اکثر عوام بلکہ خواص بھی برائی کو نیکی سمجھنے لگتے ہیں۔ اور گناہ کو ثواب سمجھ کر کرتے رہتے ہیں' سالہا سال کے مشاہدات اور تجربات کے بعد مروجہ منکرات حیطۂ تحریر میں لا رہا ہوں:

(۱) ایک بہت برا رواج یہ ہوگیا ہے کہ کمسن بچوں کو روزہ رکھا کر بچے کا فوٹو اخبارات میں شائع کرایا جاتا ہے۔ اس میں دو باتیں قابل ذکر ہیں:

اوّل: یہ کہ کمسنی ہی میں بچے کے ذہن میں ریاکاری کا بیج بو دیا جاتا ہے اور بچے کے دل میں یہ بات جم جاتی ہے کہ روزہ رکھنا ایسا کام ہے جس کو اخبار میں دینا چاہیے' اور نیکی کو اچھالنا بھی ایک ضروری کام ہے، العیاذ باللہ! روزہ رکھنا نہیں بلکہ شہرت مقصود ہے' سب جانتے ہیں کہ ریاکاری نیکیوں کی آری ہے اس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی' نیکی نہیں رہتی۔

دوم: تصویر کھنچوانا اور اخبارات میں شائع کرانا یہ مستقل گناہ ہے' ریاکاری کے ساتھ تصویر کے گناہ میں ملوث ہوتے ہیں' بچے سے ایک نیکی کرائی اور خود گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوئے' یہ کیسی نادانی ہے؟ مسلمانوں کو اپنے ہر عمل کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ اللہ کی رضا مطلوب ہے یا اور کچھ؟

(۲) ایک رواج یہ ہے کہ افطار کی دعوتیں دی جاتی ہیں' اور جب سے کمسن بچوں سے روزہ رکھا کر ریاکاری کا سلسلہ چلا ہے اس وقت سے ان دعوتوں کا رواج اور زیادہ زور پکڑ گیا ہے' دعوت وضیافت تو اچھا کام ہے مگر اس کے ساتھ یہ جو مصیبت کھڑی ہوگئی ہے کہ افطار کرتے کرتے نماز مغرب بالکل چھوڑ دیتے ہیں یا باجماعت ترک کر دیتے ہیں' یہ ایک عظیم خسارہ ہے۔ اگر دعوت نہ ہوتی تو جماعت کی نماز مسجد میں پڑھتے اور ۲۷ نمازوں کا ثواب پاتے مگر دعوت نے یہ سب ثواب ضائع کر دیا'

کیا مزار ہا جب دعوت انسانی کی وجہ سے دعوت رحمانی کی شرکت سے محرومی ہوگئی جس کی طرف حی علی الفلاح کے ذریعہ منادیٔ ربانی نے بلایا تھا، بعض حضرات تو بالکل جماعت ترک نہیں کرتے بلکہ افطاری کے بعد بے نمازی بلکہ بے روزہ دار مہمانوں کو چھوڑ کر مسجد میں پہنچ کر ایک دو رکعت پا لیتے ہیں۔ ان میں وہ حضرات بھی ہوتے ہیں جو دوسرے مہینوں میں صف اوّل اور تکبیر اولیٰ ناغہ نہیں ہونے دیتے، مگر رمضان جیسے مبارک ماہ میں جواز دیا دحسنات (نیکیاں زیادہ کرنے) کا مہینہ ہے صف اوّل اور تکبیر اولیٰ کے عظیم ثواب کو افطاری کی نذر کر دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔ اور ہاں بعض ضیافتوں میں مولوی، حافظ، قاری حضرات موجود ہوتے ہیں، یہ صاحب دعوت ہی کے گھر میں جماعت کی نماز پڑھا دیتے ہیں۔ جماعت کا ثواب تو مل جاتا ہے مگر دو باتیں اس میں بھی قابل توجہ ضروری ہیں، ایک تو وہی بات جو ابھی عرض کی گئی کہ جس ماہ میں زیادہ نیکیوں کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے اس میں بڑی جماعت کی شرکت چھوڑی اور مسجد جانے پر جو ہر قدم پر نیکی لکھی جاتی ہے اس سے محروم ہوئے، دوسرے یہ کہ مسجد کی جماعت چھوڑ کر گھروں میں چھوٹی چھوٹی جماعتیں کرنا شریعت کے مزاج کے خلاف ہے اور سُنّت نبویہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کے ساتھ بالکل اس کا جوڑ نہیں بیٹھتا، ہر نیک کام کی رفعت و بلندی کا معیار سُنّت کے مطابق ہونا ہے۔ تھوڑا تھوڑا ہٹنے سے آگے چل کر بہت زیادہ ہٹ جاتے ہیں، بہت سی بدعتوں نے اسی طرح رواج پایا ہے۔

شاید کوئی صاحب یہ خیال فرمائیں کہ دعوت جیسی نیکی سے روکا جا رہا ہے حالانکہ یہ سُنّت کا کام ہے، سُنّت ہونے میں کیا شک ہے، مگر نماز با جماعت مسجد میں ادا کرنا کیا سُنّت نہیں ہے؟ ضرور سُنّت ہے اور بہت بڑی سُنّت ہے، اس کو ترک نہ کرو، اور دعوت بھی خوب کھاؤ، جس کا طریقہ یہ ہے کہ صاحب دعوت سے کھجوریں لے کر افطار کر لیں اور نماز با جماعت مسجد میں ادا کریں اور نماز سے فارغ ہو کر اچھی طرح ماحضر نوش جان فرمائیں۔

بات یہ کہ شریعت کی پاسداری ملحوظ خاطر ہو تو ہر بات کا دھیان رہے، چونکہ دنیا داری کے اصول پر ادلے بدلے کے عنوان سے دعوتیں ہوتی ہیں، بلکہ الیکشن جیتنے تک کے مضمرات اس میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ ووٹروں اور سپورٹروں کو دعوت کے ذریعہ مانوس کیا جاتا ہے اور یہ دعوتیں چیئرمینوں اور ممبروں بلکہ وزیروں اور ان کے مشیروں اور عزیزوں کو بطور رشوت کھلائی جاتی ہیں، اس لئے شریعت کے اصول کا خیال نہیں رہتا۔ خدارا ذرا غور کریں کیا ایسی دعوتیں سُنّت ہیں جن پر نماز یا نماز با جماعت کو قربان کیا جا سکے، پھر یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ نام تو ہے ''افطار پارٹی''، کا، مگر اس میں چونکہ مندرجہ بالا اصول کے مطابق دعوت دی جاتی ہے اس لئے اکثر بے روزہ دار بھی تشریف لا کر دعوت اُڑاتے ہیں۔ کلّا بل لّا یخافو ن الاخرۃ.

(۳) بعض مساجد مس تراویح کا بوجھ اتارنے کے لئے عشاء کی اذان وقت سے پہلے دے دیتے ہیں، حالانکہ اذان وقت ہونے کے بعد ہونی چاہیے۔ اور مسجد سے جلد نکل کر ہوٹل میں بیٹھنے کے لئے تیز رفتار حافظ ریل کو ترجیح دیتے ہیں خواہ حروف کٹنے کی وجہ سے ایک آیت بھی صحیح نہ ہو۔

(۴) بہت سی عورتیں تراویح نہیں پڑھتی ہیں اور اس کو صرف مردوں کے کرنے کا کام سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ نماز تراویح بالغ مرد و عورت سب کے لئے سُنّت مؤکدہ ہے۔

(۵) بعض لوگ پورے ماہ میں تراویح کا خیال نہیں کرتے بلکہ صرف ایک بار قرآن مجید سن لینا کافی سمجھتے ہیں' خواہ جتنے دن میں بھی ختم ہو جائے' حالانکہ تراویح رمضان کی آخری رات تک پڑھنا سُنّت مؤکدہ ہے اور ختم قرآن مستقل سُنّت ہے۔

(۶) بعض مساجد میں نابالغ کے پیچھے نماز تراویح پڑھ لیتے ہیں' اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک پر ہونے کے بھی مدعی ہیں' حالانکہ حنفی مذہب میں نابالغ کی اقتداء میں فرض' سُنّت' نفل کچھ جائز نہیں۔

(۷) ختم کے دن برقی قمقموں اور رنگ برنگ کی لمبی لمبی لائٹوں سے مساجد کی سجاوٹ کی جاتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کے باعث منتظمینِ مسجد اس رات کو نماز باجماعت بلکہ پوری یا آدھی تراویح کی شرکت سے بھی محروم ہو جاتے ہیں' بھلا قلوب کو منور کرنے والے انوار قرآنیہ کے سامنے اس ظاہری آرائش کی کیا ضرورت ہے؟ محققین کے نزدیک یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے جس کے لئے شریعت میں وعیدیں آئی ہیں۔

(۸) مشروط یا معروف طریقہ پر تراویح میں قرآن مجید سنانے والے حفاظ کو خدمت کے نام سے رقم دی جاتی ہے جس کا لینا دینا ناجائز ہے۔

(۹) مسجد کی سجاوٹ اور مٹھائی نیز حافظ صاحب کو دینے کے لئے چندہ کیا جاتا ہے جو بہت سے حضرات خوش دلی سے نہیں بلکہ محلّہ کے بڑے لوگوں کا منہ دیکھ کر دیتے ہیں اور وفد جانے کے دباؤ سے جیب میں ہاتھ ڈالتے ہیں حالانکہ جب تک طیب نفس سے نہ دیا جائے اس وقت تک کسی کا ایک پیسہ لینا بھی حلال نہیں ہوتا، اگر کسی ضرورت سے چندہ کرنا ہو تو صرف ضرورت سامنے رکھ دیں پھر جس کا جی چاہے خود سے دے یا نہ دے۔ وفد بنا کر جانا زور ڈالنے کے لئے ہوتا ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

(۱۰) عموماً اکثر مساجد میں اعتکاف کے لئے کوئی نہیں بیٹھتا' حالانکہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف سُنّت مؤکدہ علی الکفایہ ہے' کوئی بھی نہ کرے گا تو سب گنہگار رہوں گے۔ بعض جگہ اپاہج قسم کے لوگوں کو روٹی کپڑے کا لالچ دے کر اعتکاف میں بٹھا دیتے ہیں اور یہ لوگ اکثر مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے اور یہ بھی پتہ نہیں ہوتا کہ اعتکاف مسجد سے باہر رہنے سے فاسد ہو جاتا ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اس لئے انتخاب کرتے ہیں کہ مال و دولت والے حضرات مسجد میں دس دن گذارنے کو کسر شان سمجھتے ہیں یا دنیاوی مشغولیتوں کو اللہ کے گھر میں رہنے سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں' یہ حب دنیا ہے۔

(۱۱) شبینوں میں یا تہجد کے وقت بعض مساجد یا خانقاہوں میں نوافل کی جماعتیں ہوتی ہیں' حالانکہ غیر فرائض کی جماعت مکروہ تحریمی ہے' البتہ اگر صرف دو تین مقتدی ہوں تو گنجائش ہے لہذا نوافل باجماعت نہ پڑھیں' اگر شبینہ کرنا ہو تو تراویح میں پڑھیں بشرطیکہ سب توجہ سے سنیں' قرآن کی طرف سے بے التفاتی نہ ہو اور ضعیفوں کی رعایت بھی ضروری ہے' ان کے لئے چھوٹی سورتوں سے پہلے تراویح پڑھا دیں۔ وباللہ التوفیق.

☆☆☆

آیت ''الرَّاشِدُون'' اور خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی

وَاعْلَمُوٓا اَنَّ فِیْکُمْ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَوْ یُطِیْعُکُمْ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْکُمُ الْاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ. فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَنِعْمَۃً وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ. (سورۃ الحجرات، ۷۔۸)

> ''اور خوب جان لو تمہارے درمیان رسول اللہ تشریف فرما ہیں، اگر وہ اکثر معاملات میں تمہاری بات مان لیں تو تم مشقت میں پڑ جاؤ، لیکن اللہ تعالیٰ نے محبوب بنا دیا ہے تمہارے نزدیک ایمان کو اور آراستہ کر دیا ہے اسے تمہارے دلوں میں اور قابلِ نفرت بنا دیا ہے تمہارے نزدیک کفر، فسق اور نافرمانی کو، یہی لوگ راہِ حق پر ثابت قدم ہیں۔ (یہ سب کچھ) محض اللہ کا فضل اور انعام ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑا دانا ہے۔''

سورۃ الحجرات کی آیت ۶ میں مفسرین کرام نے ولید بن عقبہ کے واقعہ کا ذکر کیا ہے جو فتح مکہ کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے تھے نیز ابتدائی آیات کی تفسیر میں بنی تمیم کے ذکر سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات مدنی زندگی کے آخر یعنی ۹ھ میں نازل ہوئی تھیں۔

زیرِ بحث آیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت، ان کے ایمان دار اور راشد ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آیت میں ''حَبَّبَ'' اور ''کَرَّہَ'' کے بعد ''اِلٰی'' کا صلہ اس اہتمامِ خاص کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نگاہوں میں ایمان کو محبوب اور کفر، فسق اور عصیان کو مبغوض بنانے کے لیے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے فرمایا۔

گویا ایمان اور کفر دونوں کو حقیقی شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے پیش کیا گیا تو وہ ایمان کے دلدادہ اور کفر سے بیزار ثابت ہوئے۔ یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ''حَبَّبَ'' کے مفعول کی حیثیت سے تو ''ایمان'' کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ ''کَرَّہَ'' کے ساتھ ''کفر، فسق، عصیان'' تین چیزوں کا ذکر ہوا۔

اس سے یہ حقیقت سمجھائی گئی کہ صرف ''کفر'' ہی ایمان کے منافی نہیں ہے بلکہ ''فسق وعصیان'' کی جملہ اقسام بھی اسی ''شجرۃ ملعونہ'' کے برگ وبار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایمان کے منافی ان تمام چیزوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی نگاہ میں مبغوض ٹھہرا کر یہ اعلان کر دیا کہ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ. فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ نِعْمَۃً ط

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایمان کو محبوب بنا دیا، اس کو ان کے دلوں

میں آراستہ کردیا اوران کے دلوں کو کفر، فسق اور عصیان سے متنفر کردیا۔ وہی لوگ جو موصوف باوصافِ مذکورہ ہیں۔ ''راشد'' یعنی راستی پسند، حق جو، حق گو اور حق پر چلنے والے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حاضر کی ضمیروں '' حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ ط '' سے مخاطب کرکے غائب کی ضمیر ''ھُمۡ'' سے ''راشد'' قرار دیا ہے جس میں ان کی مزید مدح پائی جاتی ہے۔

علاوہ ازیں اس ''اعزاز'' سے پہلے ان کے لیے فعلیہ جملے '' حَبَّبَ اِلَیۡکُمُ الۡاِیۡمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ وَکَرَّہَ اِلَیۡکُمُ الۡکُفۡرَ وَالۡفُسُوۡقَ وَالۡعِصۡیَانَ ط '' لائے گئے ہیں۔ جبکہ ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوۡنَ'' جملہ اسمیہ ہے اس میں دوامِ رشد اور ثبات واستقامت کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی دو صفات ''عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ'' لاکر یہ اعلان کردیا کہ بعد کے نااہل ونادان ''اہل علم واہل قلم'' کے بے ہودہ الزامات واعتراضات سے ہم باخبر ہیں۔ لہٰذا اس فتنے کے انسداد کی خاطر ہماری حکمت ان بشارتوں کی مقتضی ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے آیت کے آخر میں ''عَلِیۡمٌ حَکِیۡمٌ'' کی صفات سے جہاں بعد کے نادان ونااہل معترضین کے فتنہ سے آگاہ کیا وہاں ان صاحبان دستار وجبّہ کی اس ضد اور ہٹ دھرمی سے بھی باخبر کردیا جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''اُولٰٓئِکَ ھُمُ الرّٰشِدُوۡنَ'' کی الٰہی سند سے باصرار وبتکرار تحریراً وتقریراً محروم کردینے کا بیڑہ اٹھارکھا ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَاتَجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ وَ مَعَھُمۡ . جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس قرآنی سند کے بعد کوئی مومن بالقرآن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ''الراشد'' کے الٰہی لقب سے نہ ''صورتاً اور نہ ہی ''حقیقتاً'' ہرگز ہرگز محروم نہیں کرسکتا۔

آیت استخلاف میں ''مِنۡکُمۡ'' کی ضمیر مخاطب کے تحت تو ''حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نادان مخالفین'' یہ دعویٰ کرتے رہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نزول آیت کے وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے لیکن زیر بحث آیت کی رو سے یہاں ایسی کوئی تاویل بھی کام نہیں آسکتی کیونکہ یہ آیات ۹ھ میں نازل ہوئی تھیں اور اس سے بہت پہلے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرچکے تھے۔ مگر سخت حیرت ہے کہ اس کے باوجود آں معظم رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ بعض اصحاب دستار وجبّہ اور تصوّف وطریقت'' کو لفظ ''راشد'' گوارا نہیں ہے۔

یہ حضرات زیر بحث آیت کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو زیادہ سے زیادہ ''لغوی'' معنیٰ میں خلیفۂ راشد کہنے کی ''اجازت'' دیتے ہیں لیکن ''اصطلاحی'' معنیٰ میں ایسا کہنے کو'' آیت تمکین اور آیت استخلاف'' کے خلاف گردانتے ہوئے ''باطل اور ضلالت'' قرار دیتے ہیں۔ لغت میں ''رَشَدَ، رُشۡداً'' کے معنیٰ راہ یاب ہونا، ہدایت پانا، ہوش میں آنا، سن بلوغ کو پہنچنا۔ (ھُوَرَاشِدٌ) ''اَرۡشَدَہٗ، رَشَّدَہٗ'' رہنمائی کرنا۔ ''اِسۡتَرۡشَدَہٗ'' رہنمائی حاصل کرنا۔ ''الارشادُ'' رہنمائی وعظ ونصیحت۔ ''اَلۡمُسۡتَرۡشِدُ'' رہنمائی حاصل کرنے والا۔ ''اَلۡمُرۡشِدُ'' واعظ، پیر، مصلح، مُرَبّی، رہنمائی کرنے والا۔

علامہ قرطبی ''الراشدون'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''الرشد ، الاستقامۃ علی طریق الحق مع تصلّب فیہ من الرشد وھی الصخرۃ'' یعنی ''رشد'' جادۂ حق پر ایسی ثابت قدمی کو کہتے ہیں جس میں تصلّب اور پختگی ہو،

تذبذب کا وہاں نشان تک نہ ہو۔ یہ ''رشدہ'' سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ چٹان ہے۔ ''الرشد'' عقل، ہوش، شعور، بلوغ، ہدایت، راست روی۔ فقہاء اسلام کے ہاں دین میں راست روی کے ساتھ حدّ تکلیف کو پہنچنا اور اپنے مال کا انتظام کرنے کے لائق ہونا۔

''الراشد'' راہِ حق پر سختی سے قائم رہنے والا، راہ یاب، ہدایت یافتہ، کامیاب، بالغ، باہوش، باشعور۔

(تفسیر قرطبی تحت الآیۃ، القاموس الوحید۔ ص ۶۲۷ تحت ''رشد''۔ مؤلفہ مولانا وحید الزمان قاسمی)

اس تفصیل سے معلوم ہو گیا ہے کہ لغوی طور پر بھی ''الراشد'' کے معنی راہِ حق پر چٹان کی طرح سختی کے ساتھ قائم اور ثابت قدم رہنے والے ہدایت یافتہ، باشعور اور کامیاب شخص کے ہیں۔ پھر معلوم نہیں کہ اس دائمی صفت کے حامل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کیوں ''غیر راشد'' قرار دے دیا گیا؟ اگر خلفائے اربعہ زیر بحث آیت کی روشنی میں لغوی و اصطلاحی معنوں میں ''راشد'' ہیں تو پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی یقیناً ان ہی معنوں میں ''راشد'' ہیں۔ آں معظم رضی اللہ عنہ کے لیے ''لغوی و اصطلاحی'' کی تقسیم خود زیر بحث آیت کی تکذیب ہے کہ اس آیت کے تحت چار یا پانچ کو تو اصطلاحی طور پر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو محض لغوی طور پر ''راشد'' قرار دے دیا جائے۔

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیو بند فرماتے ہیں کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کو پہچاننے کے لیے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی ہی معیار ہو سکتی ہے کیونکہ یہی وہ مقدس طبقہ ہے جس نے براہِ راست فیضانِ نبوت سے نور حاصل کیا اور اسی پر آفتابِ نبوت کی کرنیں بلا کسی حائل و حجاب کے بلا واسطہ پڑیں۔ اس لیے قدرتی طور پر جو ایمانی حرارت اور نورانی کیفیت ان میں آسکتی تھی وہ بعد والوں کو میسر آنی طبعاً ناممکن تھی۔ اس لیے قرآن حکیم نے من حیث الطبقہ اگر کسی پورے کے پورے طبقہ کی تقدیس کی ہے تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کا طبقہ ہے اس نے انہیں مجموعی طور پر راضی و مرضی اور ''راشد و مرشد'' فرمایا، ان کے قلوب کو تقویٰ و طہارت سے جانچا پرکھا، بتلایا اور انہیں کے رکوع و سجود کے نورانی آثار کو جو ان کی پیشانیوں پر بطور گواہ نمایاں تھے، ان کی عبودیت اور ہمہ وقت سرِ نیاز خم کیے رہنے کی شہادت کے طور پر پیش فرمایا۔ اس لیے امت کا یہ اجماعی عقیدہ مسلسل اور متواتر چلا آ رہا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کُل کے کُل عدول اور متقین ہیں۔ ان کے قلوب و نیات کھوٹ سے بری ہیں اور ان کا اجماع شرعی حجت ہے جس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (حیات الصحابہؓ، جلد سوم۔ ص ۴، تحت ''تقریظ'' مؤلفہ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ)

اگرچہ انبیاء کرام بھی ''راشد'' ہیں لیکن اوصافِ نبوت کی طرح، یہ ان کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ اس لیے جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو راشد قرار دیا گیا۔ ''راشد'' ہر صحابی کی صفت خاصہ ہے لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی تا قیامِ قیامت ''راشد'' ہو سکتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ: **اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّہُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ**o (سورۃ البقرۃ۔ ۱۸۶)

''میں قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے، پس انہیں چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور ایمان لائیں مجھ پر تا کہ وہ ''راشد'' ہو جائیں یعنی ہدایت پا جائیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبوت کی طرح ''رشد وہدایت'' کا منصب وسلسلہ ختم نہیں۔ غیر صحابی بھی ''راشد'' ہونے کا اعزاز حاصل کرسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ائمہ کے رشد وہدایت کے لیے بایں الفاظ دعا فرمائی ہے کہ:
اَللّٰھُمَّ اَرْشِدِ الْاَئِمَّۃَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِیْنَ ''(جامع ترمذی، جلد اوّل ص ۲۹) اے اللہ، ائمہ کو رشد وہدایت عطا فرما اور مؤذنین کی مغفرت فرما۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمران بن حصینؓ کو یہ دعا تعلیم فرمائی تھی کہ: اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِیْ رُشْدِیْ وَاَعِذْنِیْ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ۔ (جامع ترمذی) اے اللہ مجھے رشد وہدایت الہام کردے اور میرے نفس کی برائی سے مجھے بچادے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیر بحث آیت کی مناسبت سے یہ دعا بھی تعلیم فرمائی کہ: اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْاِیْمَانَ وَزَیِّنْہُ فِیْ قُلُوْبِنَا وَکَرِّہْ اِلَیْنَا الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِیْنَ (مسند احمد، ص ۴۳۸ جلد ۴)

اے اللہ ہمارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دے اور اس کو ہمارے دلوں کی زینت بنادے، اور ہمارے دلوں میں کفر، گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دے اور ہمیں ''راشدین'' میں سے کردے۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ اگرچہ ''بابِ نبوت'' بند ہوگیا ہے لیکن سلسلہ ''رشد وہدایت'' تا قیامت جاری رہے گا ان میں صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو من حیث الطبقہ خود اللہ تعالیٰ نے راشد قرار دیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک عام صحابی ہی نہیں بلکہ ایک فقیہہ اور مجتہد صحابی ہیں جو امارت وخلافت سے پہلے بھی ''راشد'' تھے اور امارت وخلافت کے منصب پر فائز ہوجانے کے بعد بھی یقیناً ''امیر راشد وخلیفہ راشد'' ہی تھے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہ صرف یہ کہ خود راشد ہیں بلکہ انہیں اس منصب کے لیے منتخب کرنے والے اور بیعت کرنے والے بھی راشد ہیں۔ سخت تعجب کی بات ہے کہ ایسے خلیفۂ راشد کو بھی زمرۂ خلفائے راشدین سے خارج کردیا گیا۔ انفرادی طور پر ہر صحابی کا فتویٰ یا مذہب قابلِ استدلال ہے اور مجموعی طور پر جب وہ کسی امر میں متفق ہوجائیں یعنی بھاری اکثریت سے تو ان کا مؤقف ایسا ہی حجت ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا منکر نفس دین کا منکر ہے اور چاہتا ہے کہ اپنے اس انکار کے ذریعے اس گروہ کی حجیت ختم کردے جن سے ہمیں دین ملا ہے، جنہوں نے دین قائم کیا ہے اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا گواہ بنایا ہے۔

جمہور علماءِ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اتفاق کو ''اجماع'' کا نام دیا ہے۔ چنانچہ مفتی عبدالغفار صاحب ارکانی لکھتے ہیں کہ: ''اجماع کی اقسام اربعہ میں پہلی قسم اجماع اصلی قولی ہے یعنی کسی مسئلہ پر کسی زمانے کے تمام مجتہدین سے ایسا کلام صادر ہو جس سے اس مسئلہ پر ان کا اتفاق ثابت ہوتا ہو خواہ اجماع یا اتفاق کا لفظ استعمال کریں مثلاً یوں کہیں کہ ''اجمعنا علیٰ ھٰذا'' یا ''اتفقنا علیہ'' اور خواہ کوئی دوسرا لفظ استعمال کریں جس سے ان کا اتفاق ثابت ہوتا ہو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہوا تھا کہ تمام صحابہ ان کے ہاتھ پر بیعت بھی ہوئے اور زبان سے ان کی خلافت کا اقرار بھی کیا۔ اس قسم (اجماع) کو عام اصولیین نے حجت قطعی قرار دیا ہے۔'' (اجماع اور اس کی شرعی حیثیت ص ۲۲۷ مطبوعہ الصدف پبلشرز کراچی)

موصوف آگے زیرِعنوان ''صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع'' لکھتے ہیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع منعقد ہوا، بعض حضرات نے اسے صحابہ رضی اللہ عنہم کا قولی اجماع قرار دیا ہے...... چنانچہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اس طرح ان کی خلافت پر اجماع منعقد ہوا''۔(حوالہ مذکورہ۔ص ۲۹۳)

اربابِ سیر وتاریخ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے انعقاد پر بھی صحابہؓ وتابعینؒ کا قولی اور عملی وفعلی اجماع نقل کیا ہے۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عدول ہونے پر بھی تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے لہٰذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی ''اجماعی وشورائی'' ہے۔ (حوالہ جات کے لیے راقم الحروف کے مضمون ''کیا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ متغلّب تھے؟'' مشمولہ نقیب ختم نبوت ملتان، جون ۲۰۱۱ء کی طرف مراجعت فرمائیں)

سورۃ النساء کی آیت ۱۱۵ ''وَ يَتَّبِعُ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ......'' سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اجماع امت حجت ہے یعنی جس طرح قرآن وسنت کے بیان کردہ احکام پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اسی طرح امت کا اتفاق جس چیز پر ہو جائے اس پر بھی عمل کرنا واجب ہے اور اس کی مخالفت گناہِ عظیم ہے۔ بعض علماء نے'' سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ سے مراد اجماع امت لیا یعنی اجماع امت سے انحراف بھی کفر ہے اجماع امت کا مطلب ہے کہ کسی مسئلہ میں امت کے تمام علماء وفقہا کا اتفاق یا کسی مسئلے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق یہ دونوں صورتیں اجماع امت کی ہیں اور دونوں کا انکار یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔

آیت ''سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ'' میں بظاہر اتنا کہنا ہی کافی تھا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے وہ جہنم رسید ہوگا لیکن اس میں مؤمنین کی اتباع کی قید نہایت معنی خیز ہے۔ نزول آیت کے موقع پر مومنین صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے پس اجماع صحابہ کا مخالف دراصل اللہ کے رسول کا بھی مخالف ہے گو وہ زبان سے اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتا ہو۔ جمہور اہل اسلام کے نزدیک خلیفہ کا تقرر امت پر واجب ہے، اسی اہمیت کے پیش نظر ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کام کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز وتکفین پر مقدم کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع کر لیا تھا۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت پر بھی اسی طرح اجماع رہا جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر خلفائے ثلاثہؓ کی طرح کا اجماع ثابت نہیں ہے۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی متفق ہو گئے تھے جنہوں نے آخر وقت تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی تھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ عالم اسلام کے متفقہ خلیفہ مقرر ہو گئے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے برضاو رغبت ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس نہایت ہی پُر مسرت واقعہ کی یاد میں اس سال کا نام ہی ''عام الجماعۃ'' رکھ دیا گیا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونے کے علاوہ فقیہہ ومجتہد ہونا بھی ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ اب بڑی دلچسپ بات ہوگی کہ آپ صحابی اور مجتہد ہونے کی حیثیت سے جو کچھ حکم دیں وہ تو قابلِ پذیرائی ہو لیکن امت کے حاکمِ اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے جو حکم نافذ کریں وہ موجب رضائے الٰہی نہ ہو اور اس کی تعمیل بھی واجب نہ رہے کیوں کہ وہ ایک ''غیر

راشد خلیفہ'' کا حکم ہوگا۔قرآن وسنت اور مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہ کی عظمت سے بے خبر لوگوں کو مسلسل پروپیگنڈے کے ذریعے سے یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ خلفائے راشدین صرف چار ہیں۔حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ''الراشدون'' کے خطاب سے نوازا ہے۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی جماعتِ صحابہ کے ہی ایک ممتاز فرد ہیں، اس لیے لامحالہ ارشادِ ربانی کے مطابق وہ راشد ہیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے ذریعے قائم شدہ نظامِ حکومت کو خلافتِ راشدہ کے علاوہ کسی دوسرے نام سے موسوم کیا جائے۔اس طرح کے نظام کی باگ ڈور جس صحابی خلیفہ کے ہاتھ میں ہو کیا اسے ''غیر راشد'' خلیفہ قرار دیا جاسکتا ہے؟

''اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ'' کی رو سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً ''راشد'' ہیں اور کوئی مومن بالقرآن ان کے راشد ہونے کا انکار ہرگز نہیں کرسکتا۔اس کے ساتھ ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتصریح نام ان کے لیے ہادی اور مہدی ہونے کی دعا فرمائی ہے:'' اللّٰھم اجعله هاديا مهديا واهد به'' (جامع ترمذی، باب مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما) اے اللہ! انہیں (یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ کو) ھادی ومھدی بنا اور ان کے ذریعے دوسروں کو بھی ہدایت دے۔

جو صحابی ازنص قرآن ''راشد'' ہو اور از روئے حدیث ہادی اور مہدی ہو اور اس کے ساتھ ساتھ وہ منصبِ خلافت سے بھی سرفراز رہا ہو تو اسے حدیث ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين'' کا مصداق ہونے سے کیوں کر خارج کیا جاسکتا ہے؟ جس طرح پانی موجود نہ ہونے یا مریض ہونے کی صورت میں سورۃ النساء کی آیت ۴۳ کے الفاظ ''فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْداً طَيِّباً'' میں لفظ فَتَيَمَّمُوْا سے ''تیمّم'' کی اصطلاح وضع کی گئی ہے اسی طرح مذکورہ حدیث سے ''خلفائے راشدین'' کی اصطلاح بنائی گئی۔یہ بات قابلِ غور ہے کہ حدیث میں تو صرف '' الخلفاء الراشدين المهديين '' کے الفاظ آئے ہیں جن سے کوئی ادنیٰ ترین اشارہ بھی اس بات کا نہیں ملتا کہ ''راشد'' صرف چار خلفاء ہیں اور باقی پانچواں یا چھٹا خلیفہ ''غیر راشد'' ہی ہوگا۔پھر اس ''تحدید'' کے باوجود پانچویں خلیفہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تو کسی نہ کسی درجے میں خلیفہ راشد تسلیم کرلیا گیا لیکن چھٹے خلیفہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی شمولیت کو ناممکن تصور کرتے ہوئے انہیں زمرۂ خلفائے راشدین سے خارج کر دیا گیا۔پھر نظریہ ضرورت کے تحت عمر بن عبدالعزیز، اورنگزیب عالمگیر رحمہما اللہ (بقول ابوالحسن علی ندویؒ) اور حضرت امام مہدی کی خاطر اپنے خودساختہ آئین میں ترمیم کرلی گئی۔معلوم نہیں کہ کس ''مجاز اتھارٹی'' نے عربی زبان کے کن قواعد کے تحت اور دین کے کس اصول کی روشنی میں آیت ''اُولٰئِکَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ'' اور حدیث ''عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين'' سے ماخوذ اصطلاح ''خلفائے راشدین'' کو ''چار'' تک محدود کرتے ہوئے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس سے خارج قرار دیا؟

(آیت تمکین، آیت استخلاف اور حدیث سفینہؓ پر بحث نقیب ختم نبوت کے آئندہ شماروں میں ملاحظہ فرمائیں۔)

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

خواجہ جمیل احمد

ستمبر ۱۹۴۳ء کی ایک شام تھی۔ دہلی کی وسیع گاندھی گراؤنڈ میں لوگوں کا ٹھٹ لگا ہوا تھا جو شہرۂ آفاق مقرر سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی تقریر سننے آئے تھے جن کے متعلق غالباً مولانا محمد علی جوہر نے ایک بار فرمایا تھا:

''شاہ صاحب! آپ کی زبان میں سحر ہے۔ اگر آپ نیکی کی تلقین کریں تو عوام کو راہِ راست پر لگا دیں گے اور اگر برائی کا پرچار کریں گے تو لوگوں کو گمراہ کر دیں گے۔''

یہ وہ زمانہ تھا جب اسلامی ہند میں مسلم لیگ کا ڈنکا بج رہا تھا۔ پنڈت جواہر لال نہرو کی مسلم رابطہ تحریک پورے طور سے ناکام ہو چکی تھی اور کانگریس اسلامی ہند کی سیاست کا میدان چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔ بے چارے نیشنلسٹ مسلمان اپنوں کے بجائے بیگانوں کے ہو کر رہ گئے تھے اور قائداعظم محمد علی جناح اسلامی ہند کے واحد لیڈر اور مسلم لیگ ان کی واحد قومی جماعت تھی جس کی آواز پر سارا اسلامی ہند لبیک کہنے کو تیار تھا۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو جماعتِ احرار کے عظیم رہنما تھے۔ قائداعظم اور مسلم لیگ کے سخت مخالف تھے۔ مسلم لیگ کو وہ نوابوں اور ٹوڈیوں کی جماعت سمجھتے تھے ''جو مسلمانوں کو گڑھے کی جانب لے جا رہی تھی۔''

گاندھی گراؤنڈ میں لاکھوں اشخاص کا جو سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ اس میں زیادہ تر مسلمان تھے جو مسلم لیگ کے حامی اور قائداعظم کے پیرو تھے۔ یہ لوگ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی سحر بیانی کو سننے آئے تھے اور خدشہ تھا کہ کہیں شاہ صاحب کی شعلہ بیانی اور مسلم لیگ کے خلاف ہرزہ سرائی رنگ نہ لائے اور جھگڑا نہ ہو جائے۔ اسی لیے پولیس بڑی تعداد میں وہاں تعینات تھی اور گشت لگا رہی تھی۔

رات کے آٹھ بجے شاہ صاحب جلسے میں تشریف لائے۔ سارا میدان اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا۔ شاہ صاحب کی دیو قامت شخصیت ڈائس پر نمودار ہوئی۔ ان کے بھاری بھر کم جسم سے موسیقی کے مدھم سروں کی طرح آہستہ آہستہ آواز نکلنی شروع ہوئی' جو رفتہ رفتہ بلند ہوتی گئی اور آخر کار ایک گرج میں تبدیل ہو گئی۔ چار گھنٹے تک وہ گرجتے برستے رہے۔ انہوں نے قائداعظم اور مسلم لیگ کو خوب خوب سنایا۔ اچھی طرح ان کی خبر لی اور پوری طور سے ان کی قلعی کھولی۔ لیکن ان کی تقریر کا سحر لوگوں پر ایسا چھا گیا تھا کہ سارا مجمع دم بخود خاموشی سے ان کی سحر بیانی کو سنتا رہا اور ایک بھی آواز

مخالفت میں بلند نہیں ہوئی۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ شاہ صاحب نے بارہ بجے کے بعد جب اپنی تقریر ختم کی تو ایسا محسوس ہوا کہ ہم لوگ اس سحر سے آزاد ہو گئے جو شاہ صاحب نے سامعین پر کر رکھا تھا۔ راستے بھر ہم شاہ صاحب کی ہرزہ سرائی کا جواب اپنے دل سے دیتے رہے۔ دوسرے دن دوستوں میں زیادہ تر یہی تذکرہ رہا اور شاہ صاحب کے دلائل کی کاٹ ہوتی رہی۔

شاہ صاحب کی سحر بیانی کے تذکرے تو بہت سنے تھے لیکن انہیں بذاتِ خود سننے کا پہلا اتفاق تھا۔ جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا۔ واقعی سید عطاء اللہ شاہ بخاری اس صدی کے عظیم ترین مقرروں میں جگہ پانے کے مستحق ہیں۔ شاہ صاحب ایک فقیر منش انسان تھے۔ امارت اور استعماریت سے انہیں ہمیشہ نفرت رہی۔ انہوں نے برطانوی استعمار' ان کے حواریوں اور ٹوڈیوں کی ہمیشہ مخالفت کی۔ ان کی زبان نے نوابوں اور خان بہادروں کو ہمیشہ کاٹ کی۔ وہ زندگی بھر غریب عوام اور اسلام کے پر جوش مبلغ رہے۔ مجلس احرار کے ایک اہم ستون ہونے کی وجہ سے انہوں نے مسلمانانِ پنجاب میں سیاسی اور مذہبی بیداری پیدا کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔

شاہ صاحب ۱۸۹۲ء میں پٹنہ (بہار) میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حافظ ضیاء الدین احمد اور دادا کا نام سید نور الدین احمد تھا۔ ان کے دادا کشمیر سے جا کر پٹنہ میں آباد ہو گئے تھے۔ شاہ صاحب تین سال کے تھے کہ ماں کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ شاہ صاحب جب سن بلوغت کو پہنچے تو نانا کے ساتھ امرتسر تشریف لائے' جہاں انہوں نے مولانا نور احمد پسروری ، مفتی محمد حسن صاحب اور مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمی سے کتب علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد جب برطانوی حکومت نے ہندوستان میں رولٹ ایکٹ نافذ کیا تو سارے ملک میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ جو آخر کار جلیانوالہ باغ کے عظیم المیہ میں انجام پذیر ہوئی۔ اس واقعہ نے شاہ صاحب کو سیاست کے میدان میں لا کھڑا کیا اور شاہ صاحب نے اپنی سحر بیانی سے ملک کے گوشے گوشے میں آگ لگا دی۔

شاہ صاحب حقیقی معنوں میں ایک عوامی انسان تھے۔ انہوں نے زندگی بھر کھدر کا لباس زیب تن کیا اور موٹا جھوٹا کھایا۔ تہبند کو سرکارِ دو جہاں کا لباس سمجھ کر ہمیشہ پہنا کرتے تھے۔ جہاں کہیں جاتے تو مسجد میں ٹھہرتے یا اپنے کسی غریب عقیدت مند کے یہاں قیام کرتے۔ امیروں سے وہ دور بھاگتے تھے۔ بڑے بڑے لوگ شاہ صاحب اپنے یہاں مہمان ٹھہرانے کی استدعا کرتے لیکن شاہ صاحب ہمیشہ ٹال جاتے تھے۔ کبھی کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے۔ علماء کی بے حد عزت وتکریم فرماتے تھے۔ جب تک زندہ رہے اتحاد بین المسلمین کے لیے کوشاں رہے۔

شاہ صاحب کو علم و ادب اور شاعری سے دلی لگاؤ تھا۔ انہیں عربی ، فارسی اور اردو کے ہزاروں اشعار یاد تھے۔ خود بھی بڑے پر مغز شاعر تھے۔ ان کی تقاریر ادبی لطائف اور موزوں اشعار سے پر ہوتی تھی۔ ان میں آواز کے جادو کے ساتھ ساتھ زبان اور بیان کی سحر انگیزی بھی ہوتی تھی۔

برطانوی استعمار کے خلاف شاہ صاحب نے پچاس سال تک مسلسل جنگ کی۔ان کی پر جوش خطابت نے ہندوستان سے انگریزوں کے قدم اکھاڑنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔جس کی پاداش میں کئی بار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں اور زندگی کے گیارہ بیش قیمت سال جیل کی چہار دیوار کے پیچھے گزار دیئے۔شاہ صاحب کا یہ قول مشہور ہے: ''میں دنیا میں صرف ایک چیز سے محبت کرتا ہوں اور وہ ہے قرآن اور صرف ایک چیز سے نفرت کرتا ہوں وہ ہے انگریز۔''

شاہ صاحب نے ۷۱سال کی عمر میں ۲۱/اگست ۱۹۶۱ء کو وفات پائی۔اور اس طرح اس ہنگامہ خیز زندگی کا خاتمہ ہو گیا جس کی تقریروں سے قصر استعمار میں بار بار زلزلہ آ جاتا تھا۔

۱۹۱۹ء میں جلیانوالہ باغ کے المیہ نے شاہ صاحب کو ایک مبلغ سے ایک سیاسی رہنما بنا دیا۔اسی سال دسمبر میں کانگریس کا سالانہ اجلاس ہوا۔جس میں علی برادران، گاندھی جی، پنڈت جواہر لال نہرو، ابوالکلام آزاد، حکیم اجمل خان، ایسے عظیم رہنما شریک ہوئے۔برطانوی استعمار کے خلاف بڑی دھواں دھار تقاریر ہوئیں۔لیکن شاہ صاحب کی شعلہ بیان کے سامنے ساری تقاریر ماند پڑ گئیں۔اور اس نے سامعین کے زبردست اجتماع میں ایک آگ لگا دی۔سارے ہندوستان میں شاہ صاحب کا ڈنکا بجنے لگا۔بغاوت کے اس سیلاب کو روکنے کے لیے ۲۷/مارچ ۱۹۲۱ء کو تین بجے شب میں شاہ صاحب کو گرفتار کر لیا گیا۔تین سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔جس میں تین ماہ قید تنہائی میں رکھنے کا حکم دیا گیا۔

شاہ صاحب قید سے جب ۲۱/اکتوبر ۱۹۲۳ء کو رہا ہوئے تو ہندوستان میں شدھی سنگھٹن کی تحریک زوروں پر تھی۔برطانوی حکومت نے خلافت کانگریس تحریکوں کے اشتراک کے تحت ہندو مسلمانوں کے مثالی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے پنڈت مدن موہن مالویہ اور سوامی شردھانند سے ساز باز کر کے شدھی سنگھٹن تحریک کو ہوا دی تھی جس کی بنا پر ہندوستان کے طول وعرض میں ہندو مسلم فسادات پھوٹ پڑے تھے۔شاہ صاحب جب جیل سے رہا ہوئے تو ملک کی فضا بالکل بدلی ہوئی تھی۔ہندو کانگریس اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہو چکی تھی۔مسٹر گاندھی مہا سبھائیوں اور خصوصاً پنڈت مدن موہن مالویہ کی مخالفت کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے تھے۔ستمبر ۱۹۲۲ء کو ملتان میں اور ۱۰/ستمبر ۱۹۲۴ء کو کوہاٹ میں ہندو مسلم فسادات ہوئے۔ہندوستان کے دیگر علاقوں میں ہندو مسلم فسادات برابر ہو رہے تھے۔کوہاٹ کے فسادات کے خلاف بطور احتجاج گاندھی جی نے ۸/ستمبر ۱۹۲۴ء کو مرن برت رکھنے کا اعلان کر دیا۔مولانا محمد علی کی تحریک کے تحت ۲۶/ستمبر ۱۹۲۴ء کو دہلی میں ہندو مسلم اتحاد کانفرنس منعقد ہوئی۔جو بے نتیجہ ثابت ہوئی۔شاہ صاحب نے ہندو مسلم فسادات کی ساری ذمہ داری انگریزوں کے سر ڈالی جو درحقیقت شدھی سنگھٹن تحریک کے محرک اور معاون تھے اور خفیہ طور پر ان کی مادی اور مالی امداد کر رہے تھے۔شاہ صاحب نے اپنی دھواں دھار تقاریر میں انگریزوں کی اس سازش کو پوری طور سے بے نقاب کیا۔جس کی بنا پر ۲۵/جنوری ۱۹۲۵ء کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔انہیں چھ ماہ قید با مشقت اور پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا ہوئی

۔قید سے رہائی کے بعد شاہ صاحب کو جب معلوم ہوا کہ ان کی جرمانے کی رقم محلّہ والوں نے ادا کردی ہے تو انہیں سخت افسوس ہوا کہ حلال کی کمائی انگریزوں کے خزانے میں کیوں گئی اور کئی دن تک محلے والوں سے خفا رہے۔

شدھی سنگھٹن تحریک جب شدت اختیار کرگئی اور یہ محسوس ہونے لگا کہ ہندو مسلم اتحاد اب قصہ پارینہ ہوکر رہ گیا ہے اور آئندہ اس کی امید کرنا لاحاصل ہے۔ کانگریس کے ہندو اکابرین بھی اس معاملہ میں بے بس نظر آتے تھے اور انہوں نے ہاتھ پیر ڈال دیئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے ہندو فرقہ پرستوں کے سامنے سپر ڈال دیا ہے یا وہ بھی درپردہ اس سازش میں شریک ہیں تو متعدد خلافتی رہنما بھی کانگریس سے بدظن ہوگئے اور نہرو رپورٹ شائع ہونے پر علی برادران اور مولانا حسرت موہانی ایسے قومی رہنماؤں' جنہوں نے کانگریس کو ایک فعال جماعت بنایا تھا' کانگریس سے علیٰحدگی اختیار کرلی۔

شاہ صاحب نے بھی جب دیکھا کہ پانی سر سے اونچا ہوتا جارہا ہے تو انہوں نے بھی ہندو مہاسبھائیوں اور فرقہ پرستوں کو انہیں کی زبان میں جواب دینے کا ارادہ کیا۔ متعدد ہندو فرقہ پرستوں نے جن میں سوامی شردھانند اور راجپال خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ وہ جو فرقہ پرستوں کی یہ دریدہ دہنی کو کیسے گوارا کرسکتے تھے۔ انہوں نے ان ہندو فرقہ پرستوں کے خلاف دھواں دھار تقاریر کر کے سارے ملک میں آگ لگادی۔

راجپال کی کتاب کے خلاف جس میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات ﷺ کی توہین کی گئی تھی۔ ۴رجنوری ۱۹۲۷ء کی شب میں مسلمانانِ لاہور نے ایک اجتماع دہلی دروازہ سے متصل باغ میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسی دن لاہور کے انگریز ڈپٹی کمشنر نے شہر میں دفعہ ۱۴۴ نافذ کردی۔ فیصلہ کیا گیا کہ یہ جلسہ میاں عبدالرحیم کے احاطہ میں کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہوا۔ مقررین میں مفتی کفایت اللہ، مولانا حبیب الرحمٰن، چودھری افضل حق اور شاہ عطاء اللہ بخاری تھے۔ جلسہ شروع ہوا تھا کہ ڈپٹی کمشنر گارد لے کر وہاں پہنچ گیا۔ اس کے انتباہ کرنے کے باوجود شاہ صاحب نے اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ انہوں نے کہا:

''آج ہم فخر رسل خاتم الانبیاء ﷺ کی ناموس برقرار رکھنے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ بنی نوع انسان کو عزت بخشنے والی کی عزت خطرے میں ہے۔ آج اس جلیل القدر ہستی کی عزت خطرے میں ہے جس کی دی ہوئی عزت پر سارے موجودات کو ناز ہے۔''

سارے اجتماع پر سکوت طاری تھا۔ سامعین مکمل خاموشی سے شاہ صاحب کی مسحور کن تقریر سنتے رہے۔ لیکن جب انہوں نے ناموسِ رسول ﷺ کے تحفظ کے لیے اپیل کی تو سارا مجمع ایک آتش فشاں بن گیا جو پھٹ پڑنے کے لیے بے قرار تھا۔

غرض یہ کہ ہندوستان نے سید عطاء اللہ شاہ بخاری ایسے شعلہ فشاں اور سحر بیان مقرر بہت کم پیدا کئے ہیں۔

(''چند یادیں''، صفحہ ۹۳ تا ۱۰۰)

علامہ محمد اقبالؒ اور سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور علامہ محمد اقبالؒ کے باہم تعلقات تاریخ کے سینہ پر ثبت ہیں، لیکن ہمارے مصنفین کی ذاتی پسند و ناپسند نے اِن شخصیات کی تعلق داری اور دوستی کے واقعات پر پردہ ڈال رکھا ہے۔ وگرنہ اِن حضرات کی آپس کی قربت اتنی نمایاں تھی کہ جانبدار قلم کاروں کی دیدہ و دانستہ سینہ زوریوں کے باوجود آج بھی اِن کے دوستانہ مراسم لوحِ تاریخ پر جگمگاتے نظر آتے ہیں۔

تاریخی قرائن پتا دیتے ہیں کہ اقبال اور بخاری کے مابین شناسائی کا آغاز دسمبر ۱۹۱۹ء میں خلافت کانفرنس، امرتسر میں ہوا۔ جس میں علامہ اقبال سمیت ہندوستان کے تمام نمایاں سیاسی رہنما بھی شریک تھے۔ اِس کانفرنس میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اپنی زندگی کی پہلی سیاسی تقریر کی تھی۔ جسے سن کر مولانا محمد علی جوہر کہہ اُٹھے تھے کہ: ''بخاری! جب تم لوگوں کو پلاؤ اور قورمہ کھلا دیتے ہو تو اب تمہارے بعد ہمارے ساگ اور ستّو کو کون پوچھے گا۔'' جب سیّد بخاریؒ اپنی ایسی ہی شعلہ بار تقریروں کی بدولت گرفتار ہو کر تین سال کے لیے جیل چلے گئے تو خان غازی کابلی کی روایت کے مطابق اقبال نے سیّد بخاری کی گرفتاری پر ''اسیری'' کے عنوان سے ایک خوبصورت نظم لکھی تھی۔ جس کے یہ اشعار قابل ذکر ہیں:

ہے اسیری اعتبار افزاء جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند
مشکِ ازفر چیز کیا ہے، اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے، ہو کر نافۂ آہو میں بند
ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت، مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند

اقبال نے بخاری کی اِسی نظر بندی پر ایک بیان میں کہا تھا کہ: ''مجھے مجلس خلافت کے اُن ارکان سے ہمدردی ہے جو اَپنی مجلس کی تجویز کے مطابق نیک نیتی سے یہ سمجھتے ہوئے گرفتار ہوئے کہ وہ ایک پاک مقصد کی خاطر ایثار کر رہے ہیں۔ خاص کر مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور خواجہ عبدالرحمٰن غازی ایسے مشہور کارکنوں کے ساتھ ہمدردی ہے۔ ہمیں اُن کی بعض رائیوں سے اختلاف بھی ہو، لیکن عقل و اِنصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اُن کی خوبیوں کا بھی اعتراف کیا جائے۔ وہ قومی

کاموں میں بہت حصہ لیتے ہیں اور ضرورت کے وقت بڑا ایثار دکھاتے ہیں۔'' (''گفتار اقبال''،ص ۴۰۔۴۱) گویا اقبال سیاسی اختلاف کے باوجود اُن کی قربانی و ایثار کے معترف تھے۔ اقبال ہی کا شعر سیّد بخاری کے حسب حال ہے کہ

ازل سے فطرتِ احرار میں ہے دوش بدوش
قلندری و قبا پوشی و کلہ داری

اقبال نے بخاری کی اِنہی دینی و قومی اور ملی خدمات کے پیش نظر کیا خوب تاریخی جملہ کہا تھا کہ:

''شاہ جی! آپ اسلام کی چلتی پھرتی تلوار ہیں۔'' (ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور،۱۹۶۲ء)

مارچ ۱۹۲۵ء کو اُنجمن خدام الدین لاہور کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد ہوا تھا۔ جس میں ہندوستان کے نامور علماء نے شرکت کی تھی۔ رات کو علامہ اقبال نے اپنے گھر میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا تھا۔ جس میں علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ اور مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بھی مدعو تھے۔ ضیافت سے قبل اور بعد میں بہت سے علمی اور دینی مسائل زیر بحث آئے۔ جن میں سود کا مسئلہ بھی شامل تھا۔

(''بادشاہی مسجد لاہور'' ص:۳۸۔ از ڈاکٹر عبداللہ چغتائی)

جب اقبال ۱۹۲۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کا انتخاب لڑنے کے لیے میدان میں اترے تو فرزندِ اقبال جسٹس (ر) جاوید اقبال کے بقول سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اقبال کے انتخابی جلسوں میں اُن کی حمایت میں تقریریں کیں۔ (''زندہ رودِ اقبال''، ص۴۹۶) اقبال کامیابی سے ہمکنار ہوئے تو اُن کی اِس سیاسی کامیابی میں سیّد بخاری کی خطابتی سحر کاری کا بھی خاصا عمل دخل شامل تھا۔

جب پنجاب میں قادیانیت کے فتنہ نے زور پکڑا تو علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے تحفظ ختم نبوت کے لیے خصوصی تگ ودو سے کام لیا اور استیصالِ قادیانیت کے لیے نہ صرف خود بھی خصوصی جدوجہد فرمائی، بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی اِس اہم محاذ پر کھڑا کیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں انجمن خدام الدین لاہور کے جلسہ میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قادیانیت شکن سرگرمیوں اور مجاہدانہ یلغاروں کے اعتراف میں اُنہیں امیر شریعت نامزد کیا اور پانچ سو علماء سمیت سیّد بخاریؒ کی بیعت کی۔ اِس تاریخی موقع پر علامہ اقبال بھی موجود تھے۔

اقبال اور بخاری کے درمیان کافی معاملات قدرِ مشترک تھے۔ مثلاً قرآن فہمی، عالم اسلام کی ناگفتہ بہ حالت پر اِضطراب و بے قراری، انگریز دشمنی، شعر و اَدب کا ذوق وغیرہ۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۹۳۰ء میں ممتاز اِشترا کی مصنف باری علیگ نے روزنامہ ''زمیندار'' میں ''اقبال اور بخاری'' کے عنوان سے ایک پُر مغز مقالہ تحریر کیا تھا۔ جس میں انہوں نے دونوں شخصیات کا موازنہ کرنے کے ساتھ ساتھ مسلمان نوجوانوں کو اِن کی قیادت میں اٹھ کھڑے ہونے کا مشورہ بھی دیا تھا۔

۱۹۳۱ء میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لیے مجلس احرار اسلام نے پہلی عوامی تحریک چلائی۔ تحریک کشمیر کے آغاز میں ہی علامہ اقبال نے کشمیری مسلمانوں کی حمایت میں ہونے والے جلسوں

کا انتظام مجلس احرار اسلام کے سپرد کر دیا۔ (جس کی تفصیلات روز نامہ ''انقلاب'' لاہور کی فائلوں میں محفوظ ہیں۔) آزادیٔ کشمیر کے سلسلہ میں ہی ایک جلسہ اقبال کی صدارت میں لاہور میں منعقد ہوا۔ جس میں سیّد بخاری نے تقریر فرمائی۔ عوام کے اصرار اور شاہ جی کی سفارش پر اِقبال نے ناسازیٔ طبع کے باوجود حسب ذیل ایک شعر بھی سنایا تھا:

لاالہ گوئی بگو اَز رُوئے جاں
لاالہ ضرب است وضرب کاری است

اُنھی دنوں ''کشمیر کمیٹی'' کا قیام بھی عمل میں آیا تھا۔ جس میں دیگر مسلمان رہنماؤں کے علاوہ علامہ اقبال بھی شامل تھے، لیکن بد قسمتی سے کمیٹی کی سربراہی کا سہرا آنجہانی مرزا بشیر الدین محمود (سربراہ قادیانی جماعت) اپنے سر پر سجانے میں کامیاب ہوگیا۔ جس پر مجلس احرار نے ملک گیر شدید احتجاج کیا اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، چودھری افضل حقؒ اور مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ نے بارہا علامہ اقبال سے مذاکرات کیے اور اُن پر واضح کیا کہ کشمیریوں کی حمایت کے پردہ میں قادیانی کشمیر کو قادیانی ریاست بنانے کا ناپاک منصوبہ بروئے کار لانا چاہتے ہیں۔ بعد کے حالات نے بھی قادیانیوں کا مکروہ چہرہ واضح کر دیا۔ احرار کی رہنمائی میں مسلمانوں کے شدید دباؤ پر مرزا بشیر الدین کشمیر کمیٹی سے مستعفی ہوگیا اور علامہ اقبال کو نیا صدر منتخب کر لیا گیا، لیکن علامہ اقبال بھی قادیانیوں کے اصل عزائم سے باخبر ہونے پر کمیٹی سے استعفیٰ دے کر الگ ہوگئے اور یوں اقبال نے سیّد بخاری اور اُن کی جماعت کے اُصولی مؤقف کے درست ہونے کی عملاً تائید کر دی۔

اقبال و بخاری کا یہ تعلقِ خاطر آخر دم تک قائم رہا۔ حتیٰ کہ جب ۱۹۳۸ء میں اقبال کا انتقال ہوا تو سید بخاری نے مسجد خیر الدین امرتسر میں ایک تعزیتی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اقبال کو نہ انگریز نے سمجھا، نہ قوم نے۔ اگر انگریز سمجھتا تو اقبال بستر پر نہ مرتے، بلکہ پھانسی کے تختہ پر لٹکائے جاتے اور اگر قوم سمجھ لیتی تو آج تک غلام نہ رہتی۔''

اقبال و بخاری میں قرآن فہمی کا ذوق بدرجہ اتم موجود تھا۔ اقبال نے قرآن مجید کے بحرِ عمیق میں غواصی کی تھی۔ اِسی لیے سیّد بخاری فرمایا کرتے تھے کہ ''بابولوگو! قرآن کی قسمیں نہ کھایا کرو۔ قرآن کو سمجھ کر پڑھا کرو۔ دیکھا! اقبال نے قرآن کو ڈوب کر پڑھا تو دانشِ فرنگ پر ہلّہ بول دیا۔''

آج ملک وقوم جن حالات سے گزر رہے ہیں۔ ایسے میں اقبال جیسے دانشورانہ تدبر اور بخاری جیسی مومنانہ بصیرت کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یورپی اور اَمریکی استعمار نے عالم اسلام کو بری طرح اپنی سازشوں سے صیدِ زبوں کر رکھا ہے۔ دنیائے اسلام میں انقلابات کروٹیں لے رہے ہیں، لیکن اُن کی قیادتیں تدبر وبصیرت سے محروم ہیں اور اُن کے عوام اپنی منزل سے کوسوں دُور بھٹک رہے ہیں۔ اللہ امت مسلمہ کو اِقبال و بخاری جیسے عظیم المرتبت رہنما عطاء فرمائے۔ تاکہ ملتِ اسلامیہ کی کشتی ساحلِ مراد سے ہمکنار ہو سکے۔

خاموش ہوگئے ہیں، چمنستاں کے رازدار
سرمایۂ گداز تھی، جن کی نوائے درد

قطعات

میجر سعید اختر

اک کربلا کا نقشہ عروس البلاد ہے
مرتے ہیں لوگ قوم مگر شاد باد ہے
کوفہ میں مقتدر تب ابنِ زیاد تھا
اور اپنے شہر میں عشرت عباد ہے

محبوب اپنے ایسے ہیں پہچانتے نہیں
گر روٹھ جائیں بارِ دگر مانتے نہیں
سیکھیں وہ ایم کیو ایم سے یہ آنی جانیاں
اس میں ہیں کتنے فائدے کیا جانتے نہیں؟

کہتے ہیں بد زبان ہے یہ مرزا ذوالفقار
دشنام متحدہ کو یہ دیتا ہے بار بار
سمجھے نہیں سیاست یہ آصف علی کی ہے
”میں معافی مانگ لوں گا، تو چھتّر ٹکا کے مار“

نسبت تو نون لیگ کو ذُوالنُّون سے نہیں
ممکن ہے اس میں ان کے لیے ہو سبق کہیں
اللہ کو بھول کر کیا زرداری پہ یقیں
کثرت سے اب پڑھیں ”اِنّا کُنّا مِنَ الظالمیں“

قسط:۳

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

میرا بچپن

بچپن کے کچھ حالات و واقعات گزشتہ قسطوں میں دادا جان اور والد محترم کے عنوانات کے تحت آ چکے ہیں اور آئندہ بھی وقت کی ترتیب کے ساتھ آتے رہیں گے تاہم بچپن کا عنوان الگ بھی میرے خیال میں ضروری ہے۔ لہٰذا اس عنوان کے تحت بھی اپنی زندگی کے کچھ واقعات پیش نظر ہیں۔

میں جب آج اپنے بچپن کی طرف دیکھتا ہوں تو جو چیزیں اُبھر کر میرے سامنے آتی ہیں اُن میں جسمانی صحت و تربیت، ذہنی تربیت، محبت و جرأت کے ساتھ ساتھ ''احراریت'' کا عنصر میرے بچپن کو محیط کئے نظر آتا ہے۔ اور ان تمام عناصر میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑا عنصر اگر چننا پڑے تو یہ عنصر ''احراریت'' ہی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں فطرتاً احراری ہوں تو اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ کیونکہ بچپن کے بعد جیسے جیسے میں شعوری طور پر بیدار ہوتا گیا ویسے ویسے میرا ''جذبۂ احراریت'' بھی جوان ہوتا گیا اور آج میں اپنی عمر کے ستترویں (۷۷) برس میں داخل ہو کر بوڑھا ہو چکا ہوں لیکن میرا یہ جذبۂ احراریت اب بھی اپنے پورے جوبن پر ہے۔ جس پر مجھے فخر ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا اس پر شکر ادا کرتا ہوں جس نے میرے دامنِ زندگی کو مجلس احرار اسلام کے ساتھ اس پختگی کے ساتھ باندھ دیا ہے کہ اب اس کا چھٹنا میرے اپنے بس میں بھی نہیں ہے اور نہ میں خود ایسا چاہتا ہوں، بعض لوگوں کو نہ جانے کیوں میرے احراری ہونے پر تعجب ہوتا ہے۔ وہ حیران ہو کر مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ''تو بھی احراری ہے'' تو میرا جواب یہی ہوتا ہے کہ ''میں ہی احراری ہوں''

میرا بچپن بھی میرے والدِ محترم کی زندگی کی طرح ایک جگہ نہیں گزرا۔ چنیوٹ میں آنکھ کھولی، لاہور میں پہلی دفعہ زمین پر قدم رکھ کر چلنا شروع کیا۔ لائل پور (فیصل آباد) میں تعلیم شروع کی۔ تیسری جماعت میں چنیوٹ آ گئے، چھٹی جماعت تک اسلامیہ ہائی سکول چنیوٹ میں ہی پڑھتے رہے۔ چھٹی جماعت کا امتحان دہلی کے فتح پوری مسلم ہائی سکول سے پاس کیا۔ ساتویں جماعت تک دہلی میں ہی پڑھتا رہا۔ جس کے بعد پھر چنیوٹ، لائل پور کے مسلم ہائی سکول طارق آباد سے ۱۹۵۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۵۲ء میں گورنمنٹ کالج اور پھر زرعی کالج (اس وقت یونیورسٹی کا درجہ اسے حاصل نہ ہوا تھا) میں داخلہ لیا۔ ۱۹۵۳ء میں کالج چھوڑ کر تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ جس کے بعد ۱۹۵۳ء میں پھر گورنمنٹ کالج میں دوبارہ فرسٹ ائیر میں داخلہ لیا۔ اسی کالج سے ۱۹۵۷ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا، پھر گورنمنٹ کالج میں داخلہ لے کر پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۵۹ء میں ایم۔ اے سیاسیات کی ڈگری حاصل کی۔

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ میرا بچپن چنیوٹ، لاہور، فیصل آباد اور دہلی جیسے اہم شہروں کی تہذیبوں کے درمیان گزرا۔ سوائے لائل پور (فیصل آباد) باقی دوسرے شہر جہاں تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت کے حامل ہیں، وہیں تہذیب وتمدن، ثقافت سیاسی مراکز کے اعتبار سے بھی ایک ممتاز منفرد مقام رکھتے ہیں۔ میری ذہنی تربیت میں ان سب شہروں کی طرزِ بود وباش، اندازِ فکر، سیاسی وسماجی سرگرمیوں کا ایک مخصوص کردار ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ جماعتِ احرار کی طرح ان شہروں نے بھی میری فکری تربیت میں اچھا خاصا کردار ادا کیا ہے تو یہ بات بھی درست ہے۔

لائل پور (دھوبی گھاٹ)

لائل پور (فیصل آباد) اُس وقت خود اپنے بچپن سے گزر رہا تھا۔ جب ہم لوگ لائل پور کے محلے دھوبی گھاٹ میں ''قیصر شاہ'' کے مکانوں میں سے ایک مکان میں مقیم تھے۔

لائل پور ۹۸۔۱۸۹۷ء میں معرضِ وجود میں آیا۔ جب پنجاب کے گورنر ''سر جیمس لائیل'' تھے۔ اُنہی کے نام سے ہی لائل پور کہلایا۔ اُنہوں نے باقاعدہ شہر کا نقشہ بنوایا جس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ نقشہ برطانوی جھنڈے یونین جیک کو پیشِ نظر رکھ کے بنایا گیا ہے۔ ''ساندل بار'' کا یہ علاقہ شہر کی تعمیر کے بعد کس طرح اور کیسے کیسے اب پاکستان کا تیسرا بڑا شہر بن گیا ہے، یہ ایک الگ کہانی ہے۔ مجھے تو لائل پور کے بچپن (بچپن اس لیے کہ جب ہم لائل پور میں تھے تو اُس وقت لائل پور کی تعمیر کو صرف اکتالیس بیالیس برس ہی گزرے تھے تو شہر کی زندگی میں اتنا عرصہ اُس کا بچپن ہی کہلاتا ہے) سے سروکار ہے۔

اس وقت لائل پور شہر مختصر آبادی کا صاف ستھرا اور ہر لحاظ سے دلکش شہر ہوتا تھا۔ شہر کی آبادی صرف گھنٹہ گھر اور اُس کے اردگرد تک ہی محدود تھی۔ ان کے علاوہ جو محلے گھنٹہ گھر سے ذرا دور تھے۔ اُن میں بہترین محلّہ دھوبی گھاٹ ہی تھا۔ اس کے ساتھ ہی محلّہ گورونانک پورہ اور پھر اُس کے قریب محلّہ محمد پورہ اور پھر محلّہ محمد پورہ سے بہت دور اس وقت کے حساب سے اُسے دور ہی کہنا چاہیے محلّہ مدن پورہ تھا۔ یہاں کوئی بہ امرِ مجبوری ہی جاتا تھا۔ اس لیے بھی کہ ذرائع آمد ورفت کی صورت اس وقت ایسی نہ تھی جیسی کہ آج ہے۔ ادھر لائل پور کے شمال مشرقی کونے میں چند محلے اس وقت بھی تھے جن میں سب سے زیادہ مشہور محلّہ طارق آباد تھا اور اس سے آگے عبداللہ پور۔

کارخانہ بازار کے باہر شہر کے مشرق میں مال گودام تھا جسے لائل پور کے ریلوے سٹیشن کے ساتھ بذریعہ ریلوے لائن ملا دیا گیا تھا۔ جہاں سے مختلف قسم کا بھاری مال بیرون شہر بذریعہ ریل جاتا اور آتا تھا۔ مال گودام سے آگے دوسری جانب محلّہ فیکٹری ایریا شروع ہو جاتا تھا۔ اسی محلّہ کے شروع میں کالونی فلور ملز (لال مل) تھی جہاں سے ایک سڑک ''لائل پور کاٹن ملز'' کو جاتی تھی۔ کاٹن ملز کو جانے والی سڑک کے دونوں طرف کاٹن فیکٹریاں تھیں اور شاید انہی کاٹن فیکٹریوں کی وجہ سے یہ علاقہ فیکٹری ایریا کہلاتا تھا۔ انہی فیکٹریوں کے عقب میں چند اور فلور ملز بھی تھیں۔ جن میں گنیش فلور ملز کافی مشہور مل تھی۔ بس یہاں لائل پور ختم ہو جاتا تھا۔ یہی اس وقت کا لائل پور تھا۔ جس کی وجۂ شہرت نیا شہر ہونے کے علاوہ اس کا صاف ستھرا ہونا اور اس کا خوبصورت باغ کمپنی باغ تھا جو آج بھی شہر بھر کی توجہ کا مرکز ہے اور جہاں صبح کی سیر سے لوگ آج بھی بڑی تعداد میں محظوظ ہوتے ہیں۔

دھوبی گھاٹ کے سامنے ایک وسیع وعریض گراؤنڈ تھا جو قیام پاکستان سے پہلے ''دوسہرا گراؤنڈ'' کہلاتا تھا۔ اس لیے کہ اس گراؤنڈ (پارک) میں ہندوؤں کا مشہور تہوار دوسہرا جس میں راون اور چند دوسرے اس طرح کے تاریخی کرداروں کے پتلے جلائے جاتے تھے۔ شہر کا یہ سب سے بڑا اور مشہور ومعروف تہوار ہوتا تھا۔ ان پتلوں کی تیاری پر تقریباً ایک مہینہ صرف ہو جاتا تھا۔ راون کا پتلا سب سے اہم اور سب سے بڑا ہوتا تھا۔ جو گڈی کاغذ اور بانس کی مدد سے تیار ہوتا تقریباً بیس پچیس فٹ بلند پُتلا جس میں مختلف قسم کی آتش بازی فٹ کر دی جاتی۔ دوسہرے والے دن ہندو ہزاروں کی تعداد میں اس وسیع گراؤنڈ میں اکٹھے ہوتے اور ان پتلوں کو آگ لگا دی جاتی۔ جن میں سے آتش بازی کی آوازیں بلند ہو کر لوگوں کی توجہ کا مرکز بنتی اور لوگ اس سے لُطف اندوز ہوتے۔ ان پتلوں کے اردگرد ہندو جلوس کی صورت باجوں تاشوں کے ساتھ گھومتے اور گتکا کھیلتے ہوئے گزرتے تو ایک عجب سماں بندھ جاتا۔ بھجن گاتے ہوئے ہندو اپنے بھجن سے اردگرد کے ہندوؤں پر ایک عجیب وغریب کیفیت پیدا کر دیتے تھے۔ ہندوؤں کے علاوہ شہر کے مسلمان بھی اس تہوار کو بڑے شوق سے دیکھتے۔

دوسہرہ گراؤنڈ کے ساتھ ہی جو آج کل عید باغ کہلاتا ہے گورنمنٹ کالج کی عمارت ہے۔ جو میرے بچپن میں شہر کا واحد تعلیمی ادارہ تھا جو حکومت کی تحویل میں تھا۔ اس کے علاوہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلیمی ادارے بھی تھے۔ سکھوں کا خالصہ کالج بھی کافی مشہور تعلیمی ادارہ تھا۔

گورنمنٹ کالج میرے گھر کے بالکل قریب تھا۔ میں کبھی کبھی کالج میں کھیلنے کے لیے چلا جاتا تھا۔ چند ہم عمر لڑکے بھی میرے ساتھ ہوتے۔ وسیع وعریض سرسبز گراؤنڈ ایک جگہ پر ایک خوشنما باغ جس میں رنگ برنگ خوشنما پھول دیکھ کر ایک عجیب قسم کی مسرت وراحت میسر آتی تھی۔ میں جب کالج میں اس سیر سے لطف اندوز ہو کر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچتا تو جی میں آتا کہ کبھی تو میں بھی اس تعلیمی ادارے میں داخل ہو کر پڑھوں گا اور تعلیم حاصل کر کے بڑا آدمی بنوں گا۔ بچپن کی خواہش اس طرح پوری ہوگئی کہ میں نے اسی کالج سے بی۔ اے کا امتحان پاس کیا اور اسی کالج میں تقریباً بیس برس تک پڑھاتا رہا۔ اور اسی کالج سے اپریل ۱۹۹۴ء میں ریٹائر ہوا۔

میرے بچپن میں دھوبی گھاٹ کا یہ محلّہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کہ یہیں سے مجھے ہاکی کھیلنے کا شوق پیدا ہوا۔ وہ اس طرح کہ دھوبی گھاٹ محلے کی اپنی ہاکی ٹیم ہوتی تھی۔ جو شہر کے بڑے بڑے ٹورنامنٹ جیت کر آتی تو پورا محلّہ ان کا استقبال کرنے کے لیے گھروں سے باہر آ جاتا تھا۔ استقبال کرنے والوں میں محلے کے بچے بھی ہوتے جن میں مَیں بھی ہوتا۔ استقبال کرنے والے ایک جلوس کی صورت اختیار کر لیتے۔ جلوس کے آگے آگے بینڈ باجے ہوتے اور ہاکی کے کھلاڑیوں کو پھولوں سے لاد دیا جاتا۔ میں یہ منظر دیکھ کر بہت خوش ہوتا۔ دل میں ایک امنگ سی ابھرتی کہ کبھی تو میں بھی ہاکی کا ایک اچھا کھلاڑی بنوں گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ ہاکی کے میدان میں میرے کارنامے اس آغاز کا نقطۂ عروج ہیں تو غلط بات نہیں۔ دھوبی گھاٹ کی ہاکی ٹیم کو دیکھ کر ہی میں نے والد صاحب سے ہاکی کی فرمائش کر دی اور انہوں نے میری یہ فرمائش دوسرے دن ہی پوری کر دی۔ ہاکی تو آ گئی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ کھیلوں گا کن کے ساتھ۔ اسی محلّہ کے ہاکی کھلاڑی پچھلے پہر اُسی دوسہرا گراؤنڈ جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے، میں ہاکی کھیلتے

۔وہ سب مجھے جانتے تھے اور اباجی کی وجہ سے مجھے پیار بھی کرتے۔ جب میں پہلی دفعہ ان کے پاس ہاکی لے کر آیا اور انہیں کہا کہ مجھے بھی ہاکی کھیلنے کا موقعہ دو تو انہوں نے مجھے کہا کہ ادھر آؤ اور ہاکی کا بال ہم سے چھینو، جب میں بھاگ کر ایک کھلاڑی کے پاس جاتا تو وہ کھلاڑی بال کو دوسرے کھلاڑی کے پاس پھینک دیتا اور دوسرا تیسرے کھلاڑی کے پاس اور اس طرح میں ان کھلاڑیوں کے درمیان فقط بھاگتا ہی رہتا۔ جب وہ محسوس کرتے کہ میں تھک گیا ہوں تو پھر ازراہ کرم وہ بال مجھے دے دیتے اور کہتے کہ واہ بھائی شبیر نے تو ہم سے بال چھین لیا ہے اور اس طرح میں خوش ہو جاتا۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ کھلاڑی آپس میں ''ہارڈ ہٹنگ'' کر رہے تھے اور میں درمیان آ گیا، بال میری پنڈلی کے گوشت پر لگا اور میں قدرے بے ہوشی کے عالم میں چلا گیا۔ انہیں تشویش ہوئی میرے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے گئے اور میری پنڈلی کی مالش کی گئی تو مجھے ہوش آ گیا۔ کھلاڑیوں نے مجھے کہا کہ اب بھی ہاکی کھیلے گا؟ میں نے بڑے اعتماد سے جواب دیا کہ ہاں ضرور کھیلوں گا۔ پھر ایسا ہوا کہ میں نے والد صاحب سے ہاکی بال کی بھی فرمائش کر دی۔ جب بال آ گیا تو پھر میں اکیلا ہی گراؤنڈ میں کھیلتا رہتا۔ ایک دفعہ ایسا بھی ہوا کہ شام ہو گئی اور میں بال کے ساتھ ہاکی کھیلتا رہا کہ ایک آدمی نے مجھ سے ہاکی چھین لی میں روتا ہوا اس کے گھر تک اس کے پیچھے گیا۔ لیکن اس نے میری ہاکی مجھے واپس نہ کی۔ روتا ہوا گھر آیا تو اباجی نے کہا کہ اچھا کوئی بات نہیں کل نئی ہاکی آ جائے گی۔

پھر دوسرا مرحلہ یہ آیا کہ میں اپنے محلے کی ہاکی ٹیم کے ساتھ وہاں چلا جاتا جہاں انہوں نے میچ کھیلنا ہوتا۔ گراؤنڈ کے باہر بیٹھ جاتا اور ان کا میچ دیکھتا۔ میچ کے دوران میری ڈیوٹی یہ ہوتی کہ بال جب گراؤنڈ سے باہر چلی جاتی تو میں بھاگ کر بال پکڑتا اور گراؤنڈ میں پھینک دیتا۔ کبھی کبھی میری جیب میں چند پیسے ہوتے تو میں اپنے محلے کی ہاکی ٹیم کی جیت پر کچھ میٹھی چیز خرید کر ٹیم کے کپتان کو دے دیتا۔ اس شوق سے ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ میں پورے محلے میں متعارف ہو گیا۔ ماسٹر نذیر مجیدی کا بیٹا شبیر سب مجھے جاننے لگ گئے۔

میرے سب سے چھوٹے چچا منیر احمد ہمارے ساتھ ہی مقیم تھے انہوں نے ایک نیا سلسلہ شروع کر دیا۔ وہ جیسے ہی گلی میں میری عمر کے کسی لڑکے کو دیکھتے مجھے کہتے کہ اس سے لڑے گا میں سینہ تان کر کہتا کہ ہاں لڑوں گا۔ پھر کہتے کہ اچھا جاؤ اس سے لڑو۔ پھر کیا ہوتا کہ میں فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتا اور لڑکے کے ساتھ لڑنا شروع کر دیتا۔ کبھی مارتا کبھی کسی سے مار کھاتا اس کے باوجود لڑکوں سے لڑنا میرا ایک مشغلہ ہو گیا۔ اس طرح لڑنے کا ایک فائدہ یہ ضرور ہوا کہ مجھ میں اعتماد پیدا ہو گیا کہ میں اپنے مدمقابل سے لڑ سکتا ہوں۔ ایک دفعہ محلے کے ایک سکھ لڑکے سے لڑا دیا گیا تو میں نے اس کی خوب خبر لی۔ وہ قد و قامت اور ڈیل ڈول میں مجھ سے کافی بڑا تھا۔ میں نے اسے اس قدر مارا کہ وہ رونے لگ گیا۔ آنے جانے والے اکٹھے ہو گئے اور اس سے پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ اس نے (میری طرف اشارہ کرتے ہوئے) مجھے مارا ہے۔ لوگ کہتے تو غلط کہتا ہے یہ تجھے کیسے پیٹ سکتا ہے؟ وہ اور زیادہ زور سے رونا شروع کر دیتا کہ ایک مجھے مار پڑی ہے دوسرے لوگ میری بات مانتے نہیں ہیں۔ بہر حال بچپن کی یہ مار دھاڑ بعد میں میرے بڑی کام آئی۔

گھر میں ہم تین بہن بھائی (شبیر، صغیر اور اقبال بہن) اپنے والدین اور چچا جان کے ساتھ رہتے تھے۔ گھر میں

مَیں ان میں سے بڑا تھا اس لیے والدہ مرحومہ مجھے ہی باہر سودا لینے کے لیے بھیجا کرتیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ''دونی'' دوآنے میں ایک سیر دودھ محلے کی ایک دکان جو چودھریوں کی دکان کہلاتی تھی سے لے آتا تھا۔ یعنی اس وقت ایک روپے کا آٹھ سیر دودھ آتا تھا۔ ایک روپے کا بارہ چھٹانک دیسی گھی اور ایک روپے کی ڈھائی من جلانے والی لکڑی اُس وقت مل جاتی تھی۔ حالانکہ یہ دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا۔

ضمنی انتخاب

مجھے یہ بھی یاد ہے کہ لائل پور (فیصل آباد) کے حلقے میں ایک ضمنی انتخاب تھا۔ جس میں مسلم لیگ کی طرف سے چنیوٹ کے شیخ امین بیرسٹر اور مجلس احرار اسلام کی طرف سے میر عبدالقیوم ایڈووکیٹ امیدوار تھے۔ میر عبدالقیوم حکیم نور الدین مرحوم لائل پوری کے بیٹے تھے جو مجلس احرار اسلام کے بانی اراکین میں شمار ہوتے ہیں۔ ہمارا محلّہ میر عبدالقیوم ایڈوکیٹ کے ساتھ تھا۔ جب کبھی میر صاحب کے حمایتوں کا جلوس دھوبی گھاٹ سے گزرتا تو پورا محلّہ گھروں سے نکل کر اس جلوس میں شریک ہو جاتا۔ احرار اسلام زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اُٹھتی تھی۔ ان نعروں میں میری آواز بھی شامل ہوتی حالانکہ میں اس وقت مجلس احرار کے بارے میں کچھ بھی تو نہیں جانتا تھا۔ یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو کچھ میری آنے والی زندگی کا ایک اہم حصہ بننے والا تھا اس کا آغاز میرے بچپن سے ہی ہو گیا تھا۔ مثلاً ہاکی کھیلنے کا شوق، اور یہ مجلس احرار اسلام زندہ باد کے نعرے میری آنے والی زندگی کا لازمہ بن گئے کہ اب ان کے بغیر زندگی کی کہانی ایک ادھوری کہانی ہے۔

دھوبی گھاٹ میں ایک مکان غلام نبی بھٹی ٹھیکیدار کا بھی تھا۔ جس پر ہر وقت مجلس احرار اسلام کا پرچم لہراتا رہتا اس کے بیٹے اسلم بھٹی، انور بھٹی دھوبی گھاٹ ہاکی ٹیم کے کھلاڑی تھے اور یہی وجہ تھی کہ میرا ان کے گھر آنا جانا تھا۔ غرضیکہ ہم دھوبی گھاٹ میں ایک اچھی اور ہر لحاظ سے خوش کن زندگی بسر کر رہے تھے کہ اچانک لائل پور چھوڑ کر چنیوٹ آ گئے۔

چنیوٹ واپسی کی وجہ

چنیوٹ واپسی کی وجہ یہ تھی کہ انجمن اسلامیہ لائل پور سے انجمن اسلامیہ چنیوٹ نے میرے والد صاحب کی سروس مستعار لے لی تھی۔ شیخ فضل کریم اس وقت انجمن اسلامیہ چنیوٹ کے صدر تھے۔ جب کہ انجمن اسلامیہ لائل پور کے صدر شیخ محبوب الٰہی تھے جو پاکستان بن جانے کے بعد لائل پور سے پنجاب اسمبلی کے رکن بھی بن گئے تھے۔ والد صاحب کہتے تھے کہ ان دونوں کی ملاقات میں ہی یہ فیصلہ ہوا تھا کہ میری سروس عارضی طور پر انجمن اسلامیہ چنیوٹ کی تحویل میں دے دی جائے۔ یہ تقاضہ چنیوٹ کی انجمن اسلامیہ کے صدر شیخ فضل کریم کی طرف سے کیا گیا تھا جن سے والد صاحب کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ اسی ملاقات میں شیخ محبوب الٰہی نے شیخ فضل کریم سے یہ بھی کہا تھا کہ ''تم اس قیمتی آدمی کو مجھ سے لے جا تو رہے ہو لیکن تم اسے وہاں پر خراب کرو گے یہ یہاں لائل پور رہتا تو میرے لیے بھی اور اس کے لیے بھی بہتر ہوتا۔''

ڈاکٹر عزیز علی سے دوستی

چنیوٹ میں قیام کے دوران والد صاحب نے ''یادِ خدا'' میں بھی لکھنا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر عزیز علی مرحوم کے

دادا جان کے ساتھ خصوصی تعلقات تھے۔ڈاکٹرعزیزعلی ہندو دھرم ترک کر کے پنڈی بھٹیاں (جوان کا آبائی وطن تھا) سے رجوعہ سادات آئے۔ کچھ عرصہ رجوعہ میں سردار غلام عباس کے ہاں قیام کیا جو اس وقت آل انڈیا لیجسلیٹو کونسل کے رکن تھے بعد میں چنیوٹ آ گئے۔یہیں پر انہوں نے دوسری شادی شیخ خاندان کے ہاں کی۔پہلی بیوی نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔لیکن اس ہندو بیوی سے ایک بچی اپنے والد کے ساتھ ہی مسلمان ہوگئی تھی۔چنیوٹ میں ڈاکٹرعزیزعلی کا تعلق دادا جان سے ہوگیا۔انھوں نے ڈاکٹرعزیزعلی کو اپنے بیٹوں کی طرح چاہا اور دادا جان کی سرپرستی میں ڈاکٹرعزیزعلی نے اپنی صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔''المنیر'' کے بعد ''یادِ خدا'' دوسرا اہم مجلّہ تھا جو چنیوٹ کی صحافتی تاریخ کا زریں باب بنا جس کے ذریعے نہ صرف چنیوٹ بلکہ گردونواح کے مسلمانوں میں ملی شعور، سیاسی سوجھ بوجھ، دینی سوچ پیدا ہوئی بلکہ چنیوٹ کے مسلمانوں کو ایک منظّم جماعت میں تبدیل کرنے میں بھی اس اخبار نے ایک اہم کردار ادا کیا۔

دوستی کا سبب

والد صاحب اور ڈاکٹرعزیزعلی کے درمیان بے مثال دوستی کا اوّلین سبب تو میرے دادا جان ہی تھے۔لیکن وقت کے ساتھ ساتھ یہ دوستی مضبوط سے مظبوط تر ہوتی چلی گئی۔ ہر مشکل وقت میں دونوں نے ایک دوسرے کا ساتھ نہ چھوڑا۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ جب انجمن اسلامیہ چنیوٹ اور ڈاکٹرعزیزعلی کے درمیان کسی بات پر ٹھن گئی تو انجمن اسلامیہ نے والد صاحب سے کہا کہ یا عزیزعلی کی دوستی چھوڑ دو یا پھر نوکری تو والد صاحب نے انجمن سے کہا کہ میں نوکری تو چھوڑ سکتا ہوں مگر عزیزعلی کی دوستی نہیں چھوڑ سکتا۔آج بھی ان دونوں کی دوستی کا اثر اس شکل میں موجود ہے کہ ڈاکٹرعزیزعلی کے بڑے بیٹے ڈاکٹر سرفراز میرے بہترین دوست ہیں۔ہم بچپن میں اکٹھے کھیلے اور آج عمر کے اس آخری حصے میں بھی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔اِس دوستی میں خلوص کی مہک بھی ہے اور ہمدردی کی خوشبو بھی۔

دوسری اہم بات جو والد صاحب اور ڈاکٹرعزیزعلی کے درمیان قدرِ مشترک تھی اور جو ان کی دوستی کو پروان چڑھانے میں معاون ثابت ہوئی یہ تھی کہ دونوں قادیانیوں کے شدید مخالف تھے۔ڈاکٹرعزیزعلی نے تو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں جھنگ اور لاہور جیل میں بڑی بہادری کے ساتھ ایک سال قید کاٹی۔لاہور جیل میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بھی کچھ دن رہے۔جھنگ جیل میں مولانا عزیز الحسن خطیب جامع مسجد شہید روڈ جھنگ ان کے جیل کے ساتھی تھے۔جو ڈاکٹرعزیزعلی کی بہادری کے والہ وشیدا تھے۔

تیسری وجہ جو دوستی کے استحکام کا باعث بنی وہ ڈاکٹرعزیز کی (شہر کے لیے) رفاہی اور اصلاحی خدمات اور ان کے جذبۂ صادق کا جنون کی حد تک پہنچ جانا تھا۔میرے والد مرحوم اور ملک اللہ دتہ صدر مجلس احرار اسلام چنیوٹ ان رفاہی کاموں میں ڈاکٹرعزیزعلی کے شانہ بشانہ کام کرتے نظر آتے۔

چنیوٹ میں پہلی دفعہ مفادِ عامہ کمیٹی کا قیام (۱۹۴۳ء)

۱۸/جنوری ۱۹۴۳ء کو چنیوٹ کے مسلمانوں نے شاہی مسجد میں جمع ہو کر مفاد عامہ کمیٹی تشکیل دی۔اتفاق رائے

سے جس کی صدارت ڈاکٹر عزیز علی کو سونپی گئی۔ نو (۹) اراکین پر مشتمل مجلس عاملہ بنائی گئی جس میں چنیوٹ کی مختلف سیاسی اور سماجی تنظیموں کے درج ذیل اراکین شامل تھے۔

حاجی مبارک دین، نائب صدر (ٹرسٹی بورڈ زنانہ ہسپتال چنیوٹ)

محمد گلزار ولد میاں مولا بخش وسیر، سیکرٹری جنرل (رکن مجلسِ احرارِ اسلام)

حاجی غلام محی الدین، خزانچی (صدر مسلم لیگ چنیوٹ)

اراکین:

حاجی مولا بخش ودھاون (نشاط ملز والے)　　ڈاکٹر محمد اسماعیل، خاکسار تحریک

میاں خدا بخش، صدر انجمن اصلاح المسلمین　　ملک اللہ دتہ، صدر مجلس احرار اسلام چنیوٹ

اس ادارے نے شہر کے مسائل کو حل کرنے کے لیے انتھک محنت اور خلوص کے ساتھ کام کیا۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر عزیز علی پورے شہر اور گردونواح میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے لگے۔ ایک خاص بات یہ بھی تھی چنیوٹ کے ہندو ڈاکٹر عزیز علی کے سخت مخالفین میں سے تھے۔ اس لیے بھی کہ ڈاکٹر عزیز علی کی یہ خدمات ہندوؤں کی آنکھ میں کانٹے کی طرح چبھتی تھیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ رفاہی اور مفاد عامہ کے کاموں میں ان کی یہ سرگرمی چنیوٹ کے مسلمانوں کو ایک منظم تنظیم میں تبدیل کر رہی ہے۔ یہ مخالفت اس نہج تک پہنچی کہ ہندوؤں نے ڈاکٹر عزیز علی کے خلاف ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا۔ جس میں ڈاکٹر عزیز علی کو ایک سال کی سزا دی گئی لیکن آٹھ ماہ بعد دوسری عدالت نے انہیں مقدمے سے باعزت بری کر دیا گیا۔ ڈاکٹر عزیز علی کی ذہانت اور قادیانیوں کے خلاف نفرت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے قادیانیوں کو مسلم حلقہ نیابت پنجاب اسمبلی کے رائے دہندگان کی فہرست سے خارج کر کے ان کے لیے علیحدہ غیر مسلم حلقۂ نیابت بنانے کی تحریک ۱۹۵۰ء میں شروع کی۔ اس کے لیے ایک خاص قسم کے فارم چھپوائے گئے۔ ان فارموں پر شہر کے مسلمانوں سے دستخط کروانے کی مہم شروع کی گئی۔ یہ فارم حکومت پنجاب کو ہزاروں کی تعداد میں بھجوائے گئے تاکہ قادیانیوں کے نام مسلمانوں کے ووٹروں کی فہرست سے الگ کیے جائیں۔ کیونکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ڈاکٹر عزیز علی نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور ایک دن اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔ انہیں سیفٹی ایکٹ کے تحت گرفتار کر کے ایک سال کے لیے جھنگ جیل بھیج دیا گیا۔ جیل میں انہیں بی کلاس دی گئی ان کے علاوہ جنہیں بی کلاس ملی ان میں خاص طور پر مندرجہ ذیل شخصیات قابل ذکر ہیں۔

۱۔ مولانا محمد ذاکر مرحوم و مغفور، محمدی شریف

۲۔ ملک اللہ دتہ صدر مجلس احرار اسلام چنیوٹ

۳۔ مولانا عزیز الحسن خطیب جامع مسجد شہید جھنگ روڈ

جھنگ جیل سے بعد میں ان حضرات کو سنٹرل جیل لاہور منتقل کیا گیا۔ جہاں دیوان احاطے میں بھی ڈاکٹر عزیز

علی، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد ذاکر اور مولانا غلام محمد ترنم کے ساتھ رہے۔ ڈاکٹر سرفراز بتاتے ہیں کہ ان کی بڑی بہن ان دنوں لاہور میں مقیم تھی جنہوں نے میرے والد صاحب کو ایک خاص قسم کا اچار جیل بھیجا جسے امیر شریعت کو پیش کیا گیا اور انہوں نے بہت پسند کیا۔

یہ تھی والد محترم کی ڈاکٹر عزیز علی کے ساتھ گہری دوستی کی وجوہات۔ ''یادِ خدا'' کی مجلس ادارت میں ان کی شمولیت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ ایک دوسرے کے دوست تھے۔ جب اباجی لائل پور میں تھے اس وقت بھی وہ ''یادِ خدا'' کے لیے کچھ نہ کچھ لکھ کر بھجوا دیتے تھے۔ ان کے لیے یادِ خدا میں ایک خاص کالم مخصوص تھا جس کا عنوان ''تلخ وشیریں'' تھا۔ چنیوٹ آکر والد صاحب نے یادِ خدا کے لیے مستقل طور پر لکھنا شروع کر دیا۔ چند کالم اگلی قسط میں نذر قارئین کئے جائیں گے۔

(جاری ہے)

حارث ون
HARIS 1

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان
061 -4573511
0333-6126856

اَلتَّاجِرُ الصُّدُوقُ الْاَمِینُ مَعَ النَّبِیِّینَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَاءِ (جامع ترمذی، ابواب البیوع)
سچے اور امانت دار تاجر کا حشر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (الحدیث)

فلک الیکٹرک سٹور
ہمارے ہاں سامان وائرنگ ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے
گری گنج بازار، بہاول پور　پروپرائیٹر　فلک شیر　0312-6831122

جہنم کے مسافر

عرفان محمود برق (سابق قادیانی)

یہ اس دور کی بات ہے کہ جب میں قادیانیت کے شجرِ خبیثہ سے وابستہ تھا۔ جمعہ کے روز قادیانی اپنے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد آنجہانی جہنم مکانی کا خطبہ جمعہ اپنی عبادت گاہوں میں ڈش انٹینے کے ذریعے لائیو دیکھنے کا بڑی شدّ ومد سے اہتمام کرتے، بلکہ سیدھے سادھے مسلمانوں کو بھی بہلا پھسلا کر اپنی عبادت گاہوں میں لے جاتے اور ان کے کانوں اور آنکھوں کے ذریعے دماغ تک اس کفریہ لیکچر کی غلاظت انڈیل دیتے۔

جمعہ کا روز ان کے لیے عید کا دن ہوتا کہ اس دن ٹیلی ویژن کے ذریعے ان کی ملاقات ان کے بڑے گرو مرزا طاہر سے ہونی ہوتی ہے۔ ہفتے کے سات دنوں میں اگر کسی مجاہدِ ختم نبوت کی تبلیغ سے کسی قادیانی کے دل و دماغ کی گرہیں کھلنا شروع ہوتیں تو اس شیطانی لیکچر سے وہ دوبارہ اپنی جگہ پر واپس آجاتیں اور وہ اپنے کفر پر پھر سے ڈٹ جاتا، یہی وجہ تھی کہ جمعہ کے روز ہر خاص و عام قادیانی کو ان کے علاقے کا صدر پیار سے یا پھر ہانک کر ان کے عبادت خانے لے آتا۔

یہ میرا چشم دید واقعہ ہے کہ جمعہ کے روز مرزا طاہر کا کفریہ لیکچر ان کی عبادت گاہ (سلطان پورہ لاہور) میں قادیانی سننے میں منہمک تھے۔ نمازِ عصر قضا ہونے کے قریب تھی (یہاں یہ بات یاد رہے کہ قادیانی صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے نماز پڑھتے ہیں) اتنے میں ایک قادیانی کی رگ پھڑکی اور وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا: ''نماز کا وقت جا رہا ہے، ابھی TV بند کر دو پہلے نماز پڑھو۔'' باقی قادیانی اس کی بات سن کر ایسے گھورنے لگے اور بڑبڑانے لگے جیسے رات کے وقت کسی کتے کی نگاہ کسی بلی پر پڑ جائے۔ اس عبادت خانے کا ایک مربی اسے سختی سے کہنے لگا کہ ''حضور کا خطبہ نماز سے بھی زیادہ اہم ہے، آپ کی ذاتِ اقدس نماز سے بڑھ کر ہے۔ تم پر کسی غیر احمدی (مسلمان) کا اثر ہو گیا ہے کہ تم نے حضور (مرزا طاہر احمد) کی شان میں گستاخی کی جسارت کی ہے۔'' (نعوذ باللہ)

قادیانی مربی کی یہ بات سن کر وہ قادیانی بھیگی بلی بن کر فوراً نیچے بیٹھ گیا......اور پھر ایسا روٹین میں ہونے لگا۔

یہ حقیقت ہے کہ جہنم کے مسافر قادیانیوں کی عقل و خرد کو اندھی عقیدت کی چھُری نے ذبح کر دیا ہے، ان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو چکی ہے۔ ان کی ڈکشنری میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ ان کا رب اور ان کا رسول صرف مرزا قادیانی کذاب اور اس کے خلیفے ہیں۔ ان کے خلاف یہ نہ سوچ سکتے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں اور اگر کوئی تھوڑا سا بھی سوچ اور سمجھ لے تو قادیانیت پر چار حرف بھیجنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہیں، لیکن سمجھنے والا طبقہ بہت ہی کم ہے۔ اکثریت ایسے لوگوں کی ہے کہ جن کے دل و دماغ پر بڑے بڑے شیطانی قفل لگ چکے ہیں اور ان قفل کی چابیاں کسی گہرے سمندر میں غرق ہو چکی ہیں۔ میں نے اپنی تصنیف ''قادیانیت اسلام اور سائنس کے

کٹہرے میں' 'اندھی عقیدت کا ایسا ہی ایک واقعہ درج کیا ہے جو یہاں پیش خدمت ہے۔

بے ہودگی کی انتہا

ایک دفعہ میرا ایک رشتے کا مرزائی کزن جو کراچی سے لاہور اپنے ماموں یعنی میرے باپ سے ملنے آیا تھا، خوامخواہ میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور شعروشاعری پر گفتگو شروع کر دی۔ اس نے مجھے کوئی شعر سنایا تو جواباً میں نے بھی اسے ایک شعر سناڈالا وہ شعر یہ تھا

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

شعر سن کر اس نے زور زور سے ہنسنا شروع کر دیا اور کہنے لگا عرفان صاحب! یہ شعر کہیں آپ کا تو نہیں۔ میں نے کہا نہیں بھئی یہ شعر میرا نہیں بلکہ کسی اور کا ہے۔ پھر کہنے لگا یہ کسی بے وقوف کا شعر ہے اس کی واقعی مت ماری گئی ہے، بھلا کوئی اپنے آپ کو انسانوں کی جائے نفرت یعنی شرم بھی کہتا ہے، اُف! بے ہودگی کی انتہا کر دی۔

میں نے کہا ہوسکتا ہے یہ شعر اُس کہنے والے نے نہایت عاجزی سے کہا ہو۔ جواباً کہنے لگا عرفان صاحب! آپ بھی کتنی جاہلوں والی باتیں کرتے ہیں۔ یہ کیسی عاجزی ہے کہ کوئی خود کو انسانوں کی جائے نفرت یعنی شرم گاہ کہنا شروع کر دے۔ میں اس کے منہ سے یہی سننا چاہتا تھا اور جھٹ سے اٹھ کر میں نے اس کے سامنے مرزا قادیانی کا شعری مجموعہ ''درثمین'' کھول کر رکھ دیا جس میں مرزا قادیانی کا یہی شعر لکھا ہوا تھا۔

اس نے جیسے ہی دیکھا کہ یہ شعر کسی اور کا نہیں بلکہ اس کے حضرت جی مرزا قادیانی کا اپنا ہے تو فوراً اس کا رنگ زرد پڑ گیا اور لگا اپنے کانوں کو ہاتھ لگانے اور توبہ استغفار کرنے کہ اس نے اپنی زبان سے اپنے حضرت صاحب کے متعلق کیا کیا کہہ دیا ہے۔ اس موقع پر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے سر سے مرزائیت کی اندھی تقلید کی ٹوکری اتار کر اس میں سے انگریز کا زہریلا سانپ مرزا قادیانی نکالا جاتا اور عقل وخرد اور انصاف کے پتھر سے اس کا سر کچل دیا جاتا لیکن صد افسوس کہ توبہ اس بات پر کی جا رہی ہے کہ اپنے گرو کو غلط ہونے کے باوجود غیر دانستہ طور پر غلط کیوں کہہ دیا۔

ان عقل کے اندھوں کو الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اندھی عقیدت کا اندھیرا صرف قادیانیوں کے چھوٹے طبقے تک ہی محدود نہیں بلکہ بڑے طبقے کے دماغوں پر بھی اس کا بری طرح قبضہ ہے، ان کی تربیت میں یہ بات سختی سے شامل کی جاتی ہے کہ کبھی بھی بڑی سے بڑی کفریہ، ملحدانہ، غیر شرعی، غیر اصولی، غیر عقلی، احمقانہ بات مرزا قادیانی یا اس کے خلیفوں میں پائی جائے تو کسی بھی قادیانی نے اس پر اعتراض نہیں کرنا، اس پر تنقید نہیں کرنی، برا نہیں منانا بلکہ اس کو علم وحکمت اور معرفت کی بات جان کر سر تسلیم خم کر لینا ہے۔ اسی میں کامیابی ہے۔

نامعقول باتیں بھی مانیں جائیں

یہاں قادیانی لاہوری جماعت کے مشہور اور اہم فرد ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی کا بیان قابل توجہ ہے۔ وہ کہتا

ہے: ''میاں محمود احمد صاحب (قادیانیوں کا دوسرا خلیفہ اور مرزا قادیانی کا نام نہاد بیٹا) صاف طور پر خطبوں میں اعلان کر رہے ہیں کہ جو میں کہوں گا وہ ماننا پڑے گا۔ خواہ سمجھ میں نہ آوے اور عقل اسے قبول نہ کرے کیونکہ بیعت کا منشاء یہی ہے کہ نا معقول باتیں بھی مانیں جائیں۔ ورنہ معقول باتوں کو ماننے کے لیے بیعت کی ضرورت ہی کیا ہے۔''

(اخبار پیغام صلح، لاہور۔ جلد ۲۳، نمبر ۸، ۳ رفروری ۱۹۳۵ء)

شاید اسی کا نام ہے مجبوریٔ وفا
تم جھوٹ کہہ رہے ہو مجھے اعتبار ہے

اسی طرح کے لوگوں کے بارے میں اللہ پاک نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے: **صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ.** ''بہرے گونگے اندھے تو وہ پھر آنے والے نہیں'' (البقرہ، ۱۸)

ہدایت کے موتی ایسے لوگوں کی جھولی میں نہیں گرا کرتے، صراط مستقیم پر ایسے لوگ گامزن نہیں ہوا کرتے، شاہراہِ جہنم پر ایسا طبقہ فراٹے بھرتا ہے اور آخر جہنم کے چیختے، چنگھاڑتے، لپکتے شعلوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

مرزا بچاؤ

قادیانیوں کی بدترین مناظرانہ کتاب ''احمدیہ پاکٹ بک'' (از عبدالرحمٰن خادم گجراتی قادیانی) کے مطالعہ سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان کی فطرت ان کی فطرت میں یہ غلاظت اس حد تک رچی بسی ہے کہ جب آپ ان کے گرو مرزا قادیانی کی اپنی کسی کتاب یا اس کے کردار پر کسی معتبر قادیانی کی تحریر کردہ کتاب سے کوئی ایسا حوالہ پیش کریں جس سے مرزا قادیانی مرتد، زندیق، کافر اعظم، مردود اور گستاخ ثابت ہوتا ہو تو یہ بدبخت فوراً انبیاء علیہم السلام اور نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہذیان بکنا شروع کر دیتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) انھوں نے بھی فلاں موقع پر ایسا ہی کہا اور کیا تھا اور اگر ہمارے مرزا قادیانی نے ایسا کر لیا تو اعتراض کیسا؟ (استغفر اللہ)

مرزا قادیانی کے دفاع اور اس کے بچانے کے لیے قرآن پاک، احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء کرام علیہم السلام کی عزت پر حملہ کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یہ ایسا کرنے میں کسی قسم کی کوئی جھجک بھی محسوس نہیں کرتے۔ ملاحظہ ہو: عبدالکریم قادیانی جسے مرزا قادیانی نے اپنا بایاں فرشتہ قرار دیا تھا۔ حوالے کے لیے دیکھیے

(بشیر الدین محمود خلیفۂ قادیان کی ڈائری مندرجہ اخبار الفضل قادیان، مؤرخہ ۲۰ رفروری ۱۹۲۲ء۔ جلد نمبر ۶۵)

مرزے کے اس فرشتے کا ایک واقعہ بڑے فخر سے خلیفۂ قادیان مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے درس قرآن میں بیان کیا، وہ کہتا ہے: ''مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم و مغفور کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے بہت عشق تھا۔ اگر مسیح موعود علیہ السلام پر کوئی اعتراض کرتا تو آپ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دفعہ ان کو ایک عیسائی کہنے لگا کہ مولوی صاحب میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا آپ برا تو نہیں منائیں گے۔ انہوں نے کہا کیا میں پاگل ہوں کہ تم مجھ سے اچھی بات پوچھو تو میں برا مناؤں۔ اگر بری بات کہو، تب برا مناؤں گا۔ اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ مرزا صاحب دس پندرہ روپیہ کے ملازم رہ چکے ہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ ''مسیح'' گلیوں میں کہتا پھرتا تھا کہ کسی

نے چارپائی ٹھکوانی ہوتو ٹھکوا لے۔ یہ بات سن کر عیسائی نے کہا کہ مولوی صاحب آپ تو ناراض ہو گئے۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو ناراض نہیں ہوا۔ تم ناراض ہو گئے۔'' (اخبار الفضل قادیان، جلد۲، نمبر۳۱۔ مؤرخہ ۲۷ راگست ۱۹۱۴ء)

ہوشیار ہو ختم نبوت کے محافظ
کس کام میں مصروف ہے باطل کی ہوا دیکھ

قارئین محترم یہ ہے قادیانیوں کی فطرتِ بد کا ایک ادنیٰ سے نمونہ۔ عیسائی نے جو مرزا قادیانی کی ملازمت اور تنخواہ پر اعتراض کیا، مرزا قادیانی کی اپنی اور دیگر قادیانیوں کی کتابوں سے ثابت ہے۔ اس کے جواب میں قادیانی پوپ عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ اقدس میں کس بے باکی سے ہرزہ سرائی کی۔ لعنت ہے قادیانیوں اور ان کی گندی ذہنیت پر۔ ان کے دل و دماغ پر شیطان کا پوری طرح تسلط ہے۔

کوا سفید ہے:

مرزا قادیانی کے دائیں فرشتے اور قادیانی پوپ عبدالکریم سیالکوٹی کی ایک اور کفر پرستی، مرزا پرستی اور اندھی عقیدت کی مثال سن لیجیے۔ تھیٹر کا رسیا مفتی محمد صادق قادیانی، جسے قادیانی صحابی رسول کہتے ہیں (نعوذ باللہ)۔ اس نے عبدالکریم قادیانی کے بارے میں اپنی ایک تقریر میں کہا تھا: ''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے۔ وہ جب (دوسری رکعت کے بعد) تیسری رکعت کے لیے اٹھے تو حضرت (مرزا) صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات میں ہی بیٹھے رہے۔ جب مولوی صاحب نے رکوع کے لیے تکبیر کہی تو حضور (مرزا قادیانی) کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نورالدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی اور فرمایا میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں۔ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہوسکتا ہے۔ کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی۔ مولوی عبدالکریم مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے۔ وہ فرمانے لگے، مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا، بس وہی درست ہے۔ (تقریر مفتی محمد صادق قادیانی، مندرجہ اخبار الفضل قادیان۔ جلد۱۲، نمبر۷۷، مؤرخہ ۱۷ رجنوری ۱۹۲۵ء)

قارئین محترم یہی وہ طبقہ ہے جو نہ قرآن عزیز سے فائدہ اُٹھا سکا اور نہ صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی عقل ان کے کام آئی۔ قرآن پاک نے ایسے لوگوں کو چوپایوں (کتوں، سوروں، بھیڑیوں) سے بھی بدتر قرار دیا ہے۔ یہ طبقہ جہالت کی ایسی کشتی میں سوار ہے جس میں کفر، ارتداد، زندیقیت، اندھی تقلید، اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی کے بڑے بڑے سوراخ ہیں اور اس کشتی کا سفر آگ کے سمندر پر ہے۔ ان کا ملاح وہ ہے جو جہنم کی من پسند غذا ہے اور مسافر وہ ہیں جو جہنم پسند ہیں۔ تو پھر ایسے طبقے کے انجام سے کون واقف نہیں۔ اسی لیے علماء نے مسلمانوں کو ایسے طبقے سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کرنے کا حکم دیا ہے (یہ بائیکاٹ مجبوری اور اسلامی نظام نہ ہونے کے باعث ہے، وگرنہ اسلام میں ان کی سزا صرف قتل ہے۔

نبی کائنات جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: ''اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ'' آدمی جس سے محبت

کرتا ہے، اسی کے ساتھ ہوتا ہے۔''

اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ہر مسلمان اپنا تجزیہ خود کرے کہ کہیں کسی قادیانی سے اس کا محبت کا رشتہ تو نہیں۔ کسی قادیانی کو وہ اپنا بھائی یا دوست تو نہیں کہتا، کسی قادیانی سے اس کے معاشی یا معاشرتی قسم کے تعلقات تو نہیں۔ قادیانیوں کی مصنوعات استعمال کر کے وہ ان کی معیشت کو مضبوط تو نہیں کرتا اور جہنم کے ہولناک، خوف ناک شعلوں، شراروں کی طرف ان کا ہم سفر تو نہیں بنتا۔

خدارا! غور کیجیے، فکر کیجیے سوچیے، یہ معاملہ ہے اللہ کے حبیب ہادیٔ برحق جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا۔ اس معاملے میں بے حسی، سُستی، بے توجہی اور بے پرواہی ایمان کے ضیاع کا باعث بن جاتی ہے۔

جس قلب کو نہیں ہے محمد ﷺ کا غم نصیب
میری نگاہ میں وہ یقیناً ہے کم نصیب

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپئیر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

پاکستانی معاشرے میں جنسی انارکی پھیلانے کا بھیانک منصوبہ
سکولوں میں بچیوں کو پڑھائی جانے والی ایک اخلاق سوز کتاب
''زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیم''

بنت رانا عبدالستار

مغرب کے دل میں ہماری آئندہ نسلوں کے بہتر مستقبل اور تہذیب آموزی کی خاطر کتنا درد ہے۔ اس کا اندازہ وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اس اتھاہ گہرائیوں والے پیار کا تازہ ترین مظہر ''زندگی گزارنے کی مہارتوں'' پر مبنی یہ کتاب ہے جو کہ سرکاری سکولوں میں ڈی۔ او صاحبان کی باقاعدہ اجازت سے سرکاری سرپرستی میں پڑھائی جا رہی ہے۔ کتاب کے صفحۂ اوّل پر اظہارِ تشکر کے عنوان کے تحت کتاب کے ناشران وشائع کنندگان کا مختصر تعارف بھی ملتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

> ''ورلڈ پاپولیشن فاؤنڈیشن نے ۲۰۰۹ء میں نوجوان نسل کی تعمیر کا ایک انفرادی پروگرام ''ہمارا کل'' یورپین یونین کی مالی معاونت کے ساتھ پاکستان کے تین اضلاع، کراچی، ملتان اور ٹمیاری میں شروع کیا۔ اس پروگرام کا بنیادی مقصد پاکستان میں نوجوانوں کی تعلیم اور صحت کی صورت حال کا بہتر بنانا ہے اور اسی کی ایک کڑی سکولوں میں ''زندگی گزارنے کی مہارتوں پر مبنی تعلیمی پروگرام'' ہے جو اِن تمام اضلاع کے تقریباً ۳۰۰ سے زائد سکولوں میں ۱۲۵۰ اساتذہ کی رہنمائی اور تعاون سے تقریباً ۱۵۰،۰۰۰ نوجوان طلبہ وطالبات کے ساتھ مکمل کیا جائے گا...... یہ کتاب اسی پروگرام کا ایک حصہ ہے جس کی مدد سے سکولوں میں اساتذہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو زندگی گزرانے کی بنیادی مہارتیں سکھاتے ہیں۔''

اسی طرح مالی طور پر بدعنوانیوں کے الزامات سے بدنام ہونے والی چند غیر سرکاری تنظیموں (این جی اوز) کے نام بھی درج کیے گئے ہیں۔

ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کس ''رُخ'' سے کرنا چاہیے تھی جو ہمیں ان کتابوں میں دکھایا گیا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ بچوں کو ان کتابوں کو گھر لے کر جانے کی اجازت نہیں کیونکہ پچھلے سال اس سے بھی زیادہ ''بے ہودہ کتابیں'' جب بانٹی گئیں تو مائیں سکول انتظامیہ سے احتجاج کرنے آئیں کہ یہ آپ ہمارے بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں؟ اور انہیں وقت سے پہلے (برے انداز میں) غلط شعور سے آشنا کر رہے ہیں تاکہ پاکستانی قوم کو اس کی اخلاقی بنیادوں سے متزلزل کر کے مغربی حیوانوں کے انبوہ میں تبدیل کر دیا جائے۔

یورپی یونین کی مالی معاونت سے شروع کیا گیا یہ پروگرام ہمارے بچوں کے لیے خاص نوعیت کا حامل ہے۔

اس کی ٹریننگ کے لیے جانے والی معلمات سے ان کتابوں کے بارے میں تاثرات لیے تو وہ باقاعدہ بحث پر اتر آتی ہیں۔ مثلاً: یہ پروگرام ہونا چاہیے۔ آخر آج بچوں کو کیا معلوم ہوتا انہیں ہم نہیں بتائیں گے تو کون بتائے گا؟ اگر کوئی بچی حاملہ ہو جاتی ہے تو اسے کیسے سنبھالنا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کتاب کے مضامین میں:

- ☆ متاثرہ فرد سے غیر محفوظ جنسی تعلقات استوار کرنے سے
- ☆ متاثرہ فرد کے جسم میں استعمال کی گئی آلودہ سرنج کے استعمال کرنے کے بارے میں
- ☆ جراثیم سے متاثرہ خون کی منتقلی کے بارے میں
- ☆ متاثرہ حاملہ ماں سے پیدا ہونے والے نومولود بچے کو بچاؤ بارے
- ☆ آلودہ آلات جراحی استعمال کرنے کے بارے میں
- ☆ آلودہ بلیڈ کے استعمال کرنے سے نقصان وغیرہ
- ☆ متاثرہ ماں سے دودھ پیتے ہوئے بچے کو ماں کے دودھ سے لگنے والی بیماری کی بابت
- ☆ اپنی جنسی ساتھی کے ساتھ جنسی تعلقات استوار کرتے وقت محفوظ طریقے کار اپنانے بارے میں بتایا گیا ہے

درحقیقت ہمارے روایتی معاشرتی و مذہبی اور مشرقی حیا سے مزین سیٹ اپ کو یکسر بدلنے کی سعی کی گئی ہے۔
جیسے: کم عمری کی شادی کی ممانعت تو ہے مگر کورٹ میرج کے بڑھتے رجحان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

زنائے محرم کے بارے میں غلط انداز میں ذہن سازی کرنا اور مرد اور عورت کی برابری، صنفِ مخالف کی بابت احساس اجاگر کرنا شامل ہے۔ امسال چھٹیوں کے بعد اس کورس کے باقاعدہ سوال جواب ہوں گے بچیوں سے پوچھا جاتا ہے کہ بعد شادی کے کتنے بچے ہونے چاہئیں؟

جب کچھ معلمات نے ہوٹل ٹریننگ کے دوران پچھلے سال احتجاج کیا تو جواب ملا: ''مس! یہ اسلامیات کا پیریڈ نہیں ہے۔'' سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ کتابیں تو آ بھی گئیں طلبا و طالبات نے پڑھ بھی لیں، ایسے سوالات کے جوابات بھی تحریر کر کے دے دیے۔ ہم بہ چشمِ تماشا دیکھتے رہے۔ ان این جی اوز کا کردار ہمارے نصابی معمولات میں کس قدر بڑھ چکا ہے۔ چونکہ جب اقلیت قوت حاکمہ کا روپ دھار لے تو ایسا ہی ہوتا ہے۔

ہمارے اربابِ علم و فضیلت کا یہ فریضہ ہے کہ مناسب تدبیر کر کے اب اس کے مقابلے میں دینی اور نظریاتی کتب کو بھی مجاز اتھارٹی سے التماس کر کے داخلِ ادارہ کریں۔ یا کوئی لائحہ عمل ترتیب دیں کیونکہ یہ ہماری آنے والی نسلوں کا بھی سوال ہے کہ ہمارے بھی بچے ان اداروں میں زیرِ تعلیم ہیں۔

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

تبصرہ: صبیح ہمدانی

● توشۂ آخرت (اردو ترجمہ: زادالآخرۃ) مؤلف: حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی　　مترجم: مولانا سید محمد اکبر ہاشمی
ضخامت: ۱۵۲ صفحات　قیمت: درج نہیں　　ناشر: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، چوک فوّارہ ملتان

حضرت امام غزالی نوراللہ مرقدہٗ تاریخ اسلامی کی ایک عدیم النظیر، پرشکوہ شخصیت ہیں۔ آپ بجا طور پر اپنے زمانے کے امام اور مجدد تھے۔ ''صاحب العصر'' اور ''عہد ساز'' کے الفاظ اگر اساطینِ علم میں سے کسی کے لیے بولے جاسکتے ہیں تو امام موصوف بلاشبہ واشتباہ ان الفاظ کے حقیقی مصداق و مستحق ہیں۔

حضرت امام صاحب کا تجدیدی کارنامہ فکری محاذ پر ہونے والی باطل کی یلغار کا کامیاب مقابلہ ہے۔ حضرت الامام نے نہ صرف اسلامی نظریاتی بنیادوں کا دفاع کیا بلکہ اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر فتنۂ زمان پر ایسا حملہ کیا کہ حق (۱) نے باطل کے دماغ پر چوٹ لگائی اور باطل صدیوں کے لیے پسپا ہوگیا۔ حضرت الامام کے کارہائے نمایاں اپنی تجدیدی شان کی بدولت ایسے ہشت پہلو اور کثیر الجہت ہیں کہ تاریخ اسلامی اور تاریخ تجدید اسلامی کا ایک مستقل موضوع ہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک حضرت الامام کے معارف کا سب سے روشن نکتہ یہ ہے کہ انھوں نے فکر اور عمل کے مابین تعلق کی وضاحت فرمائی اور اس کی علمی بنیادوں کو دریافت فرمایا۔ گویا امت کو اس بھولے سبق کی طرف توجہ دلائی کہ فکری یلغار کا مقابلہ صرف علمی اور نظریاتی بحثوں کے ذریعے نہیں ہوا کرتا بلکہ طرزِ زندگی اور عملی کیفیت کو اصل اہمیت حاصل ہے۔ اور اس سلسلے میں حضرت الامام نے بذاتِ خود عمل کی راہِ دشوار پر صد خار پر پابرہنہ بادپیمائی کی۔ گویا لسانِ حال سے فرمایا کہ وصولِ حق کا کوئی شارٹ کٹ نہیں ہوتا۔

حضرت الامام اپنے زمانے کے دنیوی معیارات کے لحاظ سے ترقی کے اوجِ ثریا کے نجم لامع تھے۔ مرکزِ ملت خلیفۃ المسلمین، امیر المومنین آنجناب کو عروس البلاد دار الخلافہ میں عالمِ اسلام کی مرکزی درس گاہ مدرسہ نظامیہ میں شیخ الجامعہ کے منصب پر فائز دیکھنا چاہتے تھے۔ آفاق میں آپ کی علمی شہرت کا ڈنکا بج چکا تھا۔ علماء و فضلائے معاصرین آپ کے تفوق اور برتری کے قائل تھے۔ دیکھا جائے تو آپ کو وہ سب کچھ حاصل تھا جس کی اس زمانے میں کوئی آرزو مند آرزو کر سکتا تھا لیکن، اللہ تعالیٰ کو آپ سے کام لینا تھا۔ چنانچہ سب کچھ چھڑوا کے خالی ہاتھ جاہ و منصب سے نکال کر خالص اپنے راستے پر چلایا۔ کامل دس برس تک حضرت الامام نے مجاہدہ و ریاضت کے عزیمت والے رستے کو اختیار کر کے عبادات و ذکر و فکر کے ذریعے پہلے اپنے نفس کی اصلاح کی اور پھر وہ منزل آئی کہ اللہ نے آپ سے ایسی عظیم الشان خدمات لیں کہ رہتی دنیا تک انھیں بھلایا نہیں جاسکتا۔

یہ رسالہ حضرت امام صاحب کے دورِ آخر کی تصنیفات میں سے ہے۔ رسالہ کی وجۂ تالیف بتلاتے ہوئے امام

---

(۱) بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغهٗ فاذا هو زاهق.
بلکہ ہم حق کو پھینک کر باطل پر مارتے ہیں تو وہ اس کا دماغ پھوڑ دیتا ہے، اور پھر باطل چلا جاتا ہے۔ (القرآن، الانبیاء: ۱۸)

صاحب لکھتے ہیں:

''چند دردمندوں نے مجھ سے درخواست کی کہ چونکہ عوام کی ایک بڑی تعداد کو میری کتاب ''احیاء علوم الدین'' اور ''کیمیائے سعادت'' کے مطالب ومفاہیم تک رسائی نہیں ہے۔ اور دونوں کتابوں کا نفع اکبر اس بات کا متقاضی ہے کہ انھیں اشاعتِ عامہ حاصل ہو۔ اس لیے انھوں نے چاہا کہ میں ان کتابوں کی تلخیص وتسہیل فارسی زبان میں کردوں تا کہ نفع عام حاصل ہو۔'' (ص ۵۶۔ ملخصاً)

کتاب کے مترجم ''مولانا سید محمد اکبر شاہ ہاشمی'' رحمہ اللہ نسبتاً غیر معروف بزرگ ہیں۔ زیرِ نظر کتاب پر لکھی گئی چند سطری تقریظ میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نوراللہ مرقدہٗ کے بیان کے مطابق دارالعلوم دیوبند اور حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہٗ کے دروس میں مولانا ندوی کے ہم سبق بھی رہے ہیں۔ بہرحال کتاب میں مترجم کے حالات کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ مترجم کا قلم نہایت ہموار اور مضبوط ہے۔ ترجمہ سہل اور عوامی زبان میں کیا گیا ہے اور نثر نہایت لطیف اور ہلکی پھلکی ہے۔ کتاب سے پہلے بہت عمدہ مقدمہ بھی شاملِ اشاعت ہے، جس میں حضرت امام غزالی کے مختصر حالاتِ زندگی اور کتاب کے موضوع وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔

کتاب میں پروف ریڈنگ کا معیار غیر تسلی بخش ہے جس کی وجہ سے غلطیوں کی تعداد ناخطر خواہ حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ خاص طور پر عربی اور فارسی اشعار میں صحت کا کچھ زیادہ خیال نہیں رکھا گیا۔ حتیٰ کہ سرورق پر ایک سے زائد طباعتی غلطیاں حیرت انگیز ہیں۔ ایک نام ور اور بڑا ادارہ ہونے کی حیثیت میں ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ کو چاہیے کہ آئندہ ان اغلاط سے مبرّا اشاعت کا خاص اہتمام کرے۔

● **علوم القرآن　　　مؤلف: حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ**

ضخامت: ۲۸۸ صفحات　قیمت: درج نہیں　ناشر: المیزان، ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

حضرت مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ زمانہ قریب کے ایک نابغہ عالم ومتکلم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام اسلامی علوم و فنون خاص طور پر کلام ومعقولات میں غیر معمولی دسترس سے نوازا تھا۔ جامعہ عباسیہ کی مشیخت اور ریاستِ اسلامیہ قلات کی وزارت معارف ان کی عظیم الشان شخصیت کے دو نامکمل تعارف ہیں۔ حضرت مولانا کی ساری زندگی دینی علوم کی خدمت کے محترم عمل میں صرف ہوئی۔ دینی علوم کے سرچشمہ یعنی قرآن مجید سے انھیں خصوصی شغف تھا۔ کئی دہائیوں تک خاص قرآن مجید کی تدریس و اشاعت ان کی دینی خدمات کا ایک روشن پہلو ہے۔ حضرت مولانا کو مبدأ فیض سے قرآن فہمی کی نہایت اعلیٰ صلاحیت عطا ہوئی تھی۔

زیرِ نظر کتاب حضرت مولانا کی انہی اعلیٰ صلاحیتوں کا مظہر ہے۔ کتاب بنیادی طور پر دو حصوں میں منقسم ہے۔ ترتیب کے اعتبار سے کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے چار ابواب میں علوم القرآن کی روایتی ابحاث مثلاً ضرورتِ وحی، تدوینِ قرآن، حفاظتِ قرآن، اعجاز وصداقتِ قرآن وغیرہ پر بحث کی گئی ہے۔ موضوعات اگرچہ روایتی (بلکہ بہتر مصطلح میں ''مخدوم'') اور موجّہ ہیں کہ ان پر بہت سے علماء سیر حاصل تقاریر کر چکے ہیں لیکن ان روایتی موضوعات پر بھی اس کتاب کے مشمولات اپنے مؤلف کے غیر معمولی وسیع مطالعے، انتہائی سریع عقل اور بے حد پختہ اعتقادی وابستگی کا مظہر ہیں۔

پانچواں باب ''مبہماتِ قرآن'' کے عنوان سے تحریر کیا گیا ہے اور نہایت اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ باب پہلے چاروں ابواب کے برابر کی ضخامت رکھتا ہے اور ہماری رائے میں کتاب کا دوسرا حصہ ہے۔ جس میں علوم القرآن کے عمومی موضوعات سے ہٹ کر اہم نظریاتی اور اعتقادی مسائل ومباحث پر دادِ تحقیق دی گئی ہے۔ ان موضوعات میں وجودِ

باری تعالیٰ، ضرورتِ رسالت، معجزات وعلاماتِ نبوت، ختمِ نبوت، استشراق، یاجوج ماجوج اور سدِ سکندری، حیات ورفع و نزولِ مسیح اور فتنۂ دجال جیسے انتہائی ضروری مباحث موجود ہیں۔ فاضل مؤلف اپنے غیر معمولی تبحر، اپنے قدیم وجدید مآخذ پر محیط مطالعے، اپنی عقلِ سلیم اور اپنی اعلیٰ متکلمانہ صلاحیتوں کی بنیاد پر قاری کو بے پناہ متاثر کرتے ہیں۔

یہ کتاب پہلی بار حضرت مولانا کی حیاتِ مبارکہ میں ہی جامعہ قاسمیہ بہاول پور سے شائع ہوئی۔ اب ''المیزان'' ناشرانِ کتب نے اسی کا عکس لے کر دوبارہ طبع کیا ہے۔ پروف کی غلطیاں تو نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن عکس سازی کے عمل میں جزوی طور پر چھوٹ جانے والے الفاظ قاری کو پریشان کرتے ہیں۔ (اگرچہ ایسے الفاظ کی تعداد بہت کم ہے) مجموعی طور پر کتاب طباعتی واشاعتی محاسن وخوبیوں سے آراستہ ہے اور علمی اعتبار سے کچھ کہنا تو حفظِ مراتب کے بھی خلاف ہے اور غیر ضروری بھی۔ کم از کم یہ ہے کہ قرآن فہمی کا شوق رکھنے والے ہر طالب علم اور ہر دین دار مسلمان کو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنی چاہیے۔

البتہ ایسی عظیم الشان علمی وتحقیقی کتاب میں حضرتِ مؤلف کے حالات کا درج نہ ہونا قاری کو شدید اضطراب اور ذہنی کوفت سے دوچار کرتا ہے۔ یہ حضرتِ مؤلف کی عظیم شخصیت کا حق بھی ہے اور محترم ناشر کی ذمہ داری بھی۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں محترم ناشر کی طرف سے ایک بھرپور مقدمہ شاملِ اشاعت کیا جائے گا جو مختصر تعارف وتاریخِ کتاب، حالاتِ حضرت مصنف قدس سرہٗ، کتاب میں آنے والے رجال وکتب کے حوالوں کی وضاحت اور ایک سطری تعارف وغیرہ جیسی اہم اور ناگزیر معلومات پر مشتمل ہوگا۔ واللہ ولی التوفیق۔

● **کلمہ طیبہ اور خلفائے راشدین مؤلف: محقق اہل سنت مولانا مہر محمد مدظلہ**

ضخامت: ۹۶ صفحات قیمت: ۳۵ روپے ناشر: مرحبا اکیڈمی، مکتبہ اسلامیہ حنفیہ، بن حافظ جی، ضلع میانوالی

فرقۂ ضالّہ رافضہ کا مسئلہ اسلام کا سب سے قدیم مسئلہ ہے۔ اور غالباً سب سے پیچیدہ بھی۔ جس کے بارے میں محسوس ہوتا ہے کہ شیطان اعظم نے بنفسِ خبیث ذاتی دلچسپی سے پیچیدہ بنا رکھا ہے۔ دینِ اسلام کے بالکل متوازی ایک علیحدہ دین ہے جو اصول وفروع کی کسی ایک جزئی میں بھی دین اسلام سے مماثلت یا اشتراک نہیں رکھتا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حفاظتِ قرآن کے وعدے کے نتیجے میں علمائے اسلام نے کفر وضلالت کی دیگر اشکال کی طرح اس انتہائی بھیانک شکل کی بھی ہر دور میں پردہ دری کی ہے اور اس کے غلیظ نظریات وعقائد کے مکروہ چہرے سے تقیہ و کتمان کے پُراسرار نقابوں کو نوچ کر اپنے دینی فریضہ کو بہر طور سرانجام دیا ہے۔

محقق اہل سنت حضرت مولانا مہر محمد میانوی مدظلہ بھی ایسے ہی فرض شناس علمائے عظام میں سے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس گرم محاذ پر دادِ شجاعت دینے کے لیے آپ کو منتخب فرمایا ہے اور غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ ردّ روافض کے موضوع پر آپ کے کلکِ جواہر سلک سے بیسیوں کتب ورسائل اور ہزاروں صفحات پر مشتمل علمی ذخیرہ معرضِ وجود میں آکر معاصر اہلِ علم کے احترام وتحسین کا خراج حاصل کر چکا ہے۔

زیرِ نظر کتابچہ دراصل ایک نہ ہو پانے والے مناظرے سے پہلے ذاتی مطالعے کے لیے یکجا کیے گئے نکات و دلائل کا مجموعہ ہے جن کو عمدگی کے ساتھ پر مسلّمات الخصمین مأخذات سے اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں صرف کلمۂ طیبہ اور حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم وارضاھم کے موضوع پر تقریباً ایک سو دلائل کو جمع کیا گیا ہے۔ کتابچہ چھوٹی تقطیع کے

جیبی سائز میں چھپا ہے۔ مناسب ارزاں کاغذ اور کارڈ کے سرورق کے ساتھ یہ کوشش کی گئی ہے کہ نفع عام کرنے کے لیے کتابچہ کو ہر خاص و عام کی پہنچ میں رکھا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتابچے کو شیوعِ عام نصیب فرمائے، اس کے ذریعے باطل کی ظلمتوں کو حق سے منور کردے اور اس کے مؤلف کو اجرِ جزیل عطا فرمائے۔

● **کتابوں کی کتاب مؤلف: مولانا الیاس احمد**

ضخامت: ۱۲۷ صفحات قیمت: درج نہیں ناشر: مکتبہ الحرمین، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، دکان نمبر ۲۳، اردو بازار لاہور

مطالعہ ایک عالم کے لیے ایسے ہی ہے جیسے عام انسانوں کے لیے آکسیجن یا جیسے مچھلی کے لیے پانی۔ ایک عالم کی روزمرہ زندگی کا کوئی ایک عمل بھی ایسا نہیں ہوتا جو مطالعے کے اثرات سے مستثنیٰ ہو۔ مطالعے کا مرتب نتیجہ، تصنیف وتالیف کہلاتا ہے، درس وتقریر کا نام پاتا ہے اور وعظ وانشاء کے روپ میں ڈھلتا ہے۔ لیکن مطالعے کے غیر مرتب نتیجے کے لیے کوئی مقرر نام نہیں ہے۔ اسے بیاض کہتے ہیں اور خریطۂ جواہر، کتابوں کی درس گاہ، تراشے یا کتابوں کی کتاب کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

لیکن ترتیب سے معرّیٰ ارتباطِ محض مطالعے کا خاصہ ہے اور وہ مطالعے کے کسی بھی ارتسام سے علیحدہ نہیں ہوا کرتا۔ اگرچہ فاضل مصنف یہ کہتے ہیں کہ ''یہ کوئی علمی، فکری یا تحقیقی کتاب نہیں ہے۔'' (ص ۸) لیکن واقعہ یہ ہے کہ علم، فکر اور تحقیق کتاب کے ہر صفحہ پر ہر سطر کے آئینہ میں اس طور سے جگمگاتے ہیں کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ کتاب بے ترتیب ضرور ہے لیکن غیر مربوط یا بے سروپیر نہیں ہے۔ البتہ بہتری اور صحت کے اعلیٰ مدارج کی طرف پیش رفت کے کئی امکانات موجود ہیں اور فاضل مؤلف کی ذرا سی توجہ کے طلب گار۔

کتاب میں ایک ہی حکایت دو مختلف عنوانوں سے دو جگہ پر ص ۵۴ اور ص ۱۱۰ پر درج ہو گیا ہے۔ ص ۶۷ پر موجود حکایت میں حکایت نگار کا نام نہ ہونے سے اشتباہ پیدا ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب حکایت نگار واقعے کے وقت اپنے والد صاحب کی موجودگی کی بات کرتا ہے، اسی طرح ص ۴۴ سے شروع ہونے والے قصے کے راوی کا نام بھی مذکور نہیں ہے۔ نیز ص ۴۵ پر ماخذ کے حوالے کے طور پر لکھے جانے والے دو کتابوں کے نام آپس میں گڈمڈ ہو گئے ہیں۔ (کنز مسند العمال احمد) اسی طرح ص ۱۲۳ پر نحو ولغت کے مشہور امام اصمعی کے نام کو تین بار ''س'' کے ساتھ اسمعی لکھا گیا ہے۔ اگر یہ کتاب ہمارے عہد کے کسی مشہور ومعروف کتاب ساز یا اصطلاحی الفاظ میں ''ٹکر نویس'' کی ترتیب وتالیف ہوتی تو ہم کبھی ان باتوں کی طرف توجہ نہ دلاتے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مولانا الیاس احمد صاحب کی شہرت ایک علم پرور نوجوان فاضل کی ہے۔ اس لیے انھیں خصوصی احتیاط کرنی چاہیے اور کتاب سازی (چوں: کفش سازی، زمانہ سازی وغیرہ) کے اس بے فیض وبے برکت دھندے کی آلودگیوں سے اپنے دامن کو محفوظ رکھنے کی محنت کرنی چاہیے۔

● **ماہنامہ ''مسیحائی'' (حرمتِ رسول نمبر) مدیر: مخدوم زادہ احمد خیر الدین انصاری**

ضخامت: ۶۲۴ صفحات قیمت: ۴۰۰ روپے

دفتر: بی۔۱۹۷، بلاک اے، شارع بابر۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی ۷۴۷۰۰ رابطہ: ۰۳۳۲ ۳۵۶۹۹۱۳

معاصرِ عزیز ماہنامہ ''مسیحائی'' کا شمار دینی صحافتی حلقوں کے مؤقر اراکین میں ہوتا ہے۔ اور یہ مقام بلاشبہ فاضل مدیر کی بصیرت وعلمیت اور ادارتی صلاحیتوں کی وجہ سے ہی حاصل ہو سکا ہے۔ پچھلے کچھ عرصے سے ماہنامہ کی مجلس ادارت نے اوپر

تلے چند اہم موضوعات پر خصوصی شماروں کی اشاعت کی ہے جن میں ”ختم نبوت“ کے موضوع پر اشاعتِ خاص اور ”حرمتِ رسول نمبر“ کے عنوان سے خصوصی نمبر بطورِ خاص قابلِ ذکر ہیں۔ ثانی الذکر اس وقت ہمارے تبصرے کا موضوع ہے۔

حرمت رسول کا موضوع اسلام اور اسلامیانِ عالم کے لیے انتہائی اہم موضوعات میں سے ایک ہے۔ اس موضوع کی اہمیت میں تازہ اضافہ اس وقت ہوا جب سرگروہِ باطل پرستاں، کی امریکہ کی طرف سے پاکستان کے بے بنیاد مفاد پرست حکمرانوں کو یہاں نافذ قانونِ توہینِ رسالت میں تبدیلی کا ٹاسک دیا گیا اور حکمرانوں کی طرف سے اس ناپاک منصوبے پر عمل درآمد کا آغاز ہوگیا۔ اس موقعے پر پاکستان میں بسنے والے ہر انصاف پسند آدمی (مسلم وغیر مسلم) نے صدائے احتجاج بلند کی۔ چنانچہ حکمرانوں اور ان کے دیوتا امریکہ کو پسپا ہونا پڑا۔

زیرِ نظر شمارہ اس تناظر کا ایک اہم حوالہ اور شاہد ہے۔ موضوع اگرچہ حرمت رسول ہے لیکن بہت سے بنیادی اور ضمنی مباحث پر مضامین شاملِ اشاعت ہیں۔ ہلکے ارزاں کاغذ پر کارڈ کور کے ساتھ اشاعت اپنی ضخامت کے تناسب سے کافی حد تک غلطیوں سے محفوظ ہے لیکن پھر بھی کچھ فروگذاشتیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً صفحہ ۴۸۱ اور ۲۸۸ پر قرآنی آیات مبارکہ اور صفحہ ۲۴۱ پر ایک حدیث شریف کے متن کی کتابت صحیح نہیں ہوسکی انہیں درست کرلیا جائے۔

مجموعی حیثیت میں یہ اشاعت قابل مطالعہ ہے اور اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اور اداروں کے لیے ایک مفید چیز ہے۔ (تبصرہ: صبیح ہمدانی)

- **ظہور مہدی وفتنہ دجال کب اور کیسے؟** مصنف: مولانا محمد بشیر احمد حصاروی

ناشر: مکتبہ الفیض، ۵ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ضخامت: ۱۶۲ صفحات قیمت: ۱۶۰ روپے

اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قیامت سے پہلے نمودار ہونے والے اہم واقعات سے متعلق آگاہ فرمایا ہے۔ جن کو پیش گوئی کہا جاتا ہے اور علما نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کو معجزات میں شامل کیا ہے جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہورہی ہیں۔ جن میں امام مہدی کا ظہور اور فتنہ دجال بھی ہے جس پر مولانا محمد بشیر احمد حصاروی نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔

بعض مقامات پر مولانا نے باقاعدہ تاریخیں مقرر کر کے ان پیش گوئیوں کا ظہور ذکر کیا ہے مثلاً انھوں نے کتاب کے آغاز میں اعتذار کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے کہ: ”نبوی پیش گوئیاں جن کا تعلق حق وصداقت پر مبنی ہونا شک وشبہ سے بالا تر ہے لیکن روبعمل ہونے کا عرصہ پندرہ صدیوں پر محیط ہے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشین گوئیوں کے لیے پندرہ صدیوں کے دورانیے کی تحدید اور اسی طرح صفحہ ۹۸ پر امام مہدی کے ظہور اور خلافت کے سنبھالنے کا وقت ۱۴۴۰ھ متعین فرمایا ہے جو ہمارے جیسے کم علموں کی سمجھ میں آنے والی باتیں نہیں ہیں۔ البتہ مذکورہ عنوان پر مستند مواد کتاب کی زینت ہے جو ایک بہترین تحقیقی کاوش ہے۔

(تبصرہ: مولانا محمد مغیرہ)

☆☆☆

ادارہ

اخبارالاحرار

سید محمد کفیل بخاری کا مختلف اجتماعات میں خطاب

سید محمد کفیل بخاری (نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان) نے گزشتہ ماہ مختلف اجتماعات سے خطاب کیا اور احباب وکارکنان سے ملاقاتیں کیں۔

درسِ قرآن بہ سلسلہ تحفظ ختم نبوت جامعہ قادریہ، رحیم یار خان

۲۹؍جون ۲۰۱۱ء بعد نماز مغرب معروف دینی درسگاہ ''جامعہ قادریہ'' میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر درس قرآن دیا۔ بعد ازاں مہتمم جامعہ حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمن مدظلہٗ کے نواسے اور مولانا قاضی شفیق الرحمن کے جواں سال بھانجے محمد اسامہ مرحوم کی تعزیت کی۔ قبل ازیں دارالعلوم فاروقیہ کے مہتمم جناب حافظ محمد اکبر اعوان کی تیمارداری کی، بعد ازاں مجلس احرارِ اسلام رحیم یار خان کے صدر حافظ محمد اشرف کی ہمشیر اور چچا سسر کے انتقال پر ان کی تعزیت کی۔ مولانا فقیر اللہ، حافظ عبدالرحیم نیاز، مولانا بلال احمد اور دیگر احباب جماعت ان کے ہمراہ تھے۔

یکم جولائی دارِ بنی ہاشم میں اجتماع جمعہ۔ اور ۳؍جولائی کو سہ روزہ ختم نبوت کورس ناگڑیاں ضلع گجرات میں شرکت وخطاب۔

۸؍جولائی جامع مسجد مدنی شکار پوری گیٹ بہاول پور میں خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیرت وسوانح کے موضوع پر اجتماعِ جمعہ سے خطاب اور بعد نمازِ مغرب مجاہد ختم نبوت جناب جمشید صاحب کی رہائش گاہ پر ختم نبوت کانفرنس کے اجتماع سے خطاب کیا۔

۱۴؍جولائی مولانا سید عطاء المنان اور مولانا فیصل متین کی معیت میں چک نمبر ۲۶۱ بورے والہ میں جناب صوفی عبدالشکور کی اہلیہ کے انتقال پر تعزیت اور تعزیتی اجتماع سے خطاب کیا۔ ۱۱ بجے دفتر احرار چیچہ وطنی پہنچے اور مجلس احرار کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے علاوہ دیگر احباب سے بھی ملاقاتیں کیں اور تنظیمی امور پر مشاورت کی۔ بعد ظہر امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ بھی بورے والہ میں عبدالشکور صاحب سے تعزیت کر کے چیچہ وطنی پہنچ گئے۔ یہاں سے حضرت امیر مرکزیہ کے ہمراہ فیصل آباد کا سفر کیا اور بعد نمازِ مغرب مدرسہ نورالقرآن، ملت روڈ کے جلسہ تقسیم اسناد میں شرکت وخطاب کیا۔ جناب محمد اشرف علی احرار اور جناب محمود احمد اور دیگر کارکنان آپ کے ہمراہ تھے۔

۱۵؍جولائی جامع مسجد عمر فاطمہ گلشن حیات ٹاؤن میں خطبۂ جمعہ، عصر تا مغرب حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ، مولانا عبدالرشید انصاری، جناب احمد یعقوب قادری رائپوری اور دیگر حضرات سے ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز مغرب فیصل

آباد میں جدید مرکز احرار مسجد رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم میں درس قرآن دیا۔

۲۲؍جولائی بعد نماز مغرب جماعت الدعوۃ کے زیر اہتمام ملتان میں دفاعِ پاکستان علما کنونشن سے خطاب کیا۔ جس کی صدارت امیر جماعت جناب حافظ محمد سعید نے فرمائی۔

سہ روزہ ختمِ نبوت کورس ناگڑیاں ضلع گجرات

ناگڑیاں ۳؍جولائی (رپورٹ: حافظ محمد کاظم اشرف) مجلس احرار اسلام گجرات کے زیر اہتمام یکم تا ۳ جولائی ۲۰۱۱ء جمعہ، ہفتہ، اتوار مدرسہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں ضلع گجرات میں سہ روزہ ختم نبوت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ مجلس احرار اسلام گجرات کے امیر حافظ محمد ضیاء اللہ ہاشمی اور جملہ اراکینِ احرار نے اس کورس کے انعقاد میں شب وروز محنت کی علاقہ بھر کے علماء، طلباء اورعوام کو اس میں شمولیت کی دعوت دی۔ پہلے روز مرکز احرار مسجد ابوبکر صدیق (تلہ گنگ ضلع چکوال) کے خطیب ومبلغ مولانا تنویرالحسن نے اسباق پڑھائے۔ عقیدۂ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھایا۔ دوسرے روز مولانا ظہیرالہاشمی (کبیر والہ ضلع خانیوال) نے اسباق پڑھائے۔ توحید وختم نبوت، انبیاء کی بعثت کا مقصد، تکمیل دین ونبوت کے عنوانات پر سبق ہوئے۔ تیسرے روز مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر نواسۂ امیر شریعت، سید محمد کفیل بخاری نے تاریخ محاسبۂ قادیانیت، تحریک ختم نبوت میں مجلس احرار اسلام کے کردار، حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، آپ کے فرزندان اور خاندان کی خدمات پر اڑھائی گھنٹے کا تفصیلی بیان کیا۔

تین روزہ ختم نبوت کورس میں علاقہ بھر کے عوام کی شرکت مثالی تھی پہلے دوروز دوسو سے زائد اور تیسرے روز تقریباً چار سو افراد نے شرکت کی۔ شرکاء کا انہماک اور جذبہ وشوق دیدنی تھا۔ عوام کے ساتھ ساتھ علماء، طلباء، قراء وحفاظ نے اس کورس میں شرکت فرما کر احرار کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی اور بھرپور تعاون فرمایا۔ احرار کارکن اس تعاون پر تہہ دل سے ان کے شکر گزار وممنون ہیں۔ کورس کے انتظامات نہایت اعلیٰ اور منظم تھے جس کے لیے احرار کارکن مبارک کے مستحق ہیں۔ شریک ہونے والے علماء میں حضرت مولانا الیاس احمد (ساکہ) مولانا محمد ابوبکر معاویہ (ڈوئیاں) مولانا غلام شبیر (پنجن کسانہ) مولانا بلال احمد (سونترہ) مولانا ظہیرالہاشمی، حاجی اللہ رکھا صاحب (کوٹلہ) قاری شریف الدین قادری، مدثر سرگانی، قاری راشد، قاری ضیاء اللہ (ساکہ) مولانا احسان اللہ اشرفی، مولانا عابد المعبود، حافظ اشفاق (کالس) اور دیگر کئی حضرات شامل ہیں۔ آخری روز معروف نعت خواں میواتی برادران بھی شریک ہوئے وہ تبلیغی جماعت کے ساتھ علاقہ میں آئے ہوئے تھے۔ انھوں نے جناب سید محمد کفیل بخاری کے خطاب سے پہلے ختم نبوت اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نعتیں اور نظمیں پڑھیں ان کی پرجوش نعتوں اور نظموں نے سماں باندھ دیا۔ سید محمد کفیل بخاری کی دعا کے ساتھ کورس اختتام پذیر ہوا۔ بعدازاں جامع مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاری (سہنہ) میں ''القرآن تربیتی کورس'' کے اختتامی اجلاس میں شرکت وخطاب کیا۔ شرکاء کورس کو کتابیں اور انعامات دیے۔ اس کورس کا اہتمام مولانا قمر زمان صدیقی اور جناب اسد احرار نے کیا۔ حافظ ضیاء اللہ ہاشمی (ناگڑیاں) مولانا وسیم صاحب (ہنج وڑیاں) اور مولانا زبیر الہاشمی (بنگیال) نے بھرپور معاونت کی۔ علاقہ بھر سے کثیر تعداد میں عوام وخواص نے شرکت کی۔ حافظ ضیاء اللہ ہاشمی، جناب سید

محمد کفیل بخاری کے ہمراہ رہے اور لاہور تک ساتھ آئے۔ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور احرار کی محاسبۂ قادیانیت کی جدوجہد کو کامیابی عطاء فرمائے (آمین)

ڈاکٹر سید خالد جامعی کا ختم نبوت کورس ملتان کے شرکاء سے خطاب

(رپورٹ: سید عطاء المنان بخاری، ملتان) ممتاز محقق اور شعبہ تصنیف وترجمہ کراچی یونیورسٹی کے سربراہ جناب ڈاکٹر سید خالد جامعی ۱۲؍جولائی ۲۰۱۱ء کو ملتان تشریف لائے۔ تحریک تحفظِ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام دارِ بنی ہاشم میں منعقدہ سالانہ ختم نبوت کورس کے شرکاء نوجوانوں، ادیبوں، شاعروں، پروفیسرز، ڈاکٹرز، تاجر اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔

جناب ڈاکٹر سید خالد جامعی نے مغربی فکر و فلسفہ کے تعارف، اہداف و مقاصد، مسلم معاشروں پر مغرب کی تہذیبی یلغار اور اثرات، مغرب سے مرعوبیّت، مسلمانوں کا مطلوبہ کردار اور استقامت، مغربی فکر کا تنقیدی جائزہ جیسے اہم عنوانات پر نہایت علمی و تحقیقی اور بہت دلچسپ لیکچر دیا۔ آخر میں شرکاء کے سوالات کے جوابات بھی دیے۔ قائد احرار، ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ بھی نشست میں شریک ہوئے اور مکمل سرپرستی فرمائی۔ نقابت سید محمد کفیل بخاری نے کی۔ بعد نماز عشاء جناب حافظ عابد مسعود کے ہمراہ ساہی وال تشریف لے گئے۔ اور اگلے روز دفتر احرار چیچہ وطنی میں بھی ایسی ہی بھرپور علمی نشست سے خطاب کیا۔

سالانہ ختم نبوت کورس ملتان

(رپورٹ: سید عطاء المنان بخاری، ملتان) تحریکِ تحفظِ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ دس روزہ ختم نبوت کورس ۹ تا ۱۸؍جولائی ۲۰۱۱ء مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم میں منعقد ہوا۔ مبلغ ختم نبوت، خطیب مسجد احرار چناب نگر مولانا محمد مغیرہ، مرکز احرار تلہ گنگ سے مولانا تنویر الحسن، ادارہ دعوت وارشاد چنیوٹ سے مولانا مشتاق احمد، دار العلوم ختم نبوت چیچہ وطنی سے حافظ عابد مسعود، کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹر خالد جامعی، مجلس احرارِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ و مرکزی نائب امیر جناب سید محمد کفیل بخاری نے شرکاء کو لیکچرز دیے۔ آخری روز طلبا سے امتحان لیا گیا اور نتائج انتہائی حوصلہ افزاء تھے۔ نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے طلبا کو نقد اور کتب کے انعامات دیے گئے۔ جبکہ کورس کے تمام شرکاء کو ختم نبوت اور ردّ قادیانیت پر کتابیں دی گئیں۔

مدارسِ احرار کے سالانہ امتحانات

(رپورٹ: سید عطاء المنان بخاری، ملتان) مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام تعلیمی سال کے اختتام پر جماعت سے وابستہ مختلف مدارس کے سالانہ امتحانات منعقد ہوئے۔ مدرسہ معمورہ ملتان کے درجہ حفظ قرآن میں تین درجوں کے امتحانات ۱۹؍شعبان کو منعقد ہوئے۔ مولانا محمد اکمل اور راقم نے امتحانات لیے۔ بعض طلبا نے وفاق المدارس کے تحت امتحان دیا اور کامیاب ہوئے۔ شعبہ کتب میں درجہ سادسہ تک ۶۰ طلبا نے وفاق اور غیر وفاق کے نظم میں امتحانات دیے۔

۱۷؍شعبان کو سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ ملتان اور دیگر اساتذہ مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین نے

ماتحت مدارس کے امتحانات لیے۔ مدرسہ معمورہ (میراں پور، میلسی) مدرسہ احرارِ اسلام (کرم پور، میلسی) مدرسہ رحیمیہ احرارِ اسلام (بستی گودڑی، حاصل پور) الحمدللہ ان مدارس میں حفظ قرآن کے بچوں اور بچیوں نے بہتر نتائج دیے۔ ۱۸رشعبان کو تحفیظ القرآن بستی نو، نواب پور روڈ ملتان میں سید کفیل بخاری نے امتحان لیا۔ اسی طرح ۲۲رشعبان کو مولانا محمد اکمل نے مدرسہ ختم نبوت چناب نگر کے طلبا کا امتحان لیا۔ اللہ تعالیٰ ان مدارس کو آباد رکھے اور یہاں قرآن کریم کا نورِ ہدایت عام ہوتا رہے۔ ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرارِ اسلام کے تحت دینی مدارس کا جو پودا لگایا تھا اب وہ تناور ہوگیا ہے اوراس کی گھنی چھاؤں میں مسلمان بچے اور بچیاں علم دین حاصل کررہے ہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

☆☆☆

چیچہ وطنی (۱۶رجولائی ۲۰۱۱ء) پیرطریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی (راولپنڈی) نے کہا ہے کہ اہل حق کی تمام جماعتیں اپنے اپنے دائرے میں مثبت دینی وتحریکی اور تعلیمی وعلمی کاموں میں مصروف ہیں اِن کی نصرت اللہ کے دین کی سر بلندی کی عملی جدوجہد میں شریک ہونے کے مترادف ہے۔ وہ دفتر مجلس احرارِ اسلام جامع مسجد چیچہ وطنی میں ضلع بھر کے سرکردہ علماء کرام دینی جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کررہے تھے، شیخ الحدیث مولانا محمد ارشاد، پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری، مولانا محمد عالم طارق، مولانا عبدالستار، قاری بشیر احمد، قاری عتیق الرحمٰن، حافظ محمد عابد مسعود، قاری محمد قاسم حافظ حبیب اللہ رشیدی، حافظ حبیب اللہ چیمہ اور دیگر ممتاز شخصیات بھی موقع پر موجود تھیں۔ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی نے کہا کہ تحفظِ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے محاذ پر مجلس احرارِ اسلام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر جماعتیں جو کردار ادا کررہی ہیں ہمیں اِن کی قدر کرنی چاہیے اور ان کے ہر سطح پر معاون بن جانا چاہیے اور طاغوت کے خلاف سب کو مل کر آواز میں یکسانیت پیدا کرنی چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ دینی طبقات تک رسائی کے لئے ہمیں اپنے وسائل اور صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لانا چاہیے انہوں نے کہا کہ جامعۃ الرشید کراچی نے آنے والے چیلنجز کے لئے جو حکمت عملی اور کورسز شروع کروائے ہیں وہ وقت کی ضرورت ہیں دینی جماعتوں اور دینی مدارس کو اپنے اکابر کے طور طریقے اپنانے چاہییں۔

۱۹۸۴ء سے مشن چوک ساہیوال کے قریب سیل قادیانی عبادت گاہ کے متبادل راستے قادیانی استعمال کررہے ہیں جو کہ قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ (متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی)

چیچہ وطنی (۱۶رجولائی) متحدہ تحریکِ ختم نبوت کے ضلعی رہنماؤں کا ایک ہنگامی اجلاس مجلس احرارِ اسلام کے زونل آفس چیچہ وطنی میں ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مرکزی کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے اِس امر پر گہری تشویش کا اِظہار کیا گیا کہ ۱۹۸۴ء سے مشن چوک ساہیوال کے قریب سیل قادیانی عبادت گاہ کے متبادل راستے قادیانی استعمال کررہے ہیں جو کہ قانون کی صریحاً خلاف ورزی ہے مولانا عبدالستار، قاری بشیر احمد اور قاری عتیق الرحمٰن نے اجلاس میں مطالبہ کیا کہ قادیانی عبادت گاہ کو غیر قانونی طور پر کھول کر استعمال کرنے والے ذمہ دار قادیانیوں کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے ورنہ مسلمانوں میں اس سے اشتعال پیدا ہوگا یاد رہے کہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء کو قادیانیوں نے مسلح ہوکر مشن چوک کے قریب جامعہ رشیدیہ کے استاد اور مجلس احرارِ اسلام ساہیوال کے

صدر قاری شبیر احمد حبیب اور طالب علم اظہر رفیق کو شہید کر دیا تھا جس کے بعد قادیانی عبادت گاہ کو متنازع قرار دے کر سیل کر دیا گیا تھا اور مقدمہ عدالت میں چل رہا ہے۔

ملک میں بدامنی اور دہشت گردی کے پیچھے قادیانی عنصر کی خطرناک سازشیں بھی شامل ہیں

مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کا سالانہ دس روزہ ''ختم نبوت کورس'' کی اختتامی تقریب سے خطاب

ملتان (۱۸/جولائی ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے فتنۂ قادیانیت کی نت نئی سازشوں کے پیش نظر ''تحفظ ختم نبوت کورسز'' کی اہمیت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ روزِ محشر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذریعہ ہے مسلمانوں کو گھروں، مسجدوں، مدرسوں اور تعلیمی اداروں میں ختم نبوت کی اہمیت وضرورت پر شارٹ کورسز رکھنے چاہییں وہ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیرِ سرپرستی دارِ بنی ہاشم ملتان میں دس روزہ ''ختم نبوت کورس'' کی اختتامی تقریب کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ انھوں نے کہا کہ قادیانی فتنے کی تباہ کاریوں سے امت کا عقیدے کو بچانا صرف علماء اور دینی جماعتوں کی نہیں سیاسی جماعتوں اور حکومت کا فرض بھی ہے، بھٹو مرحوم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور وہ ملک وملت کے لیے قادیانیوں کو زہر قاتل سمجھتے تھے انھوں نے کہا کہ قادیانیت نوازی پارلیمنٹ اور اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں سے انحراف ہے۔ قادیانی ملک وملت کے ساتھ غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں ملک میں بدامنی اور دہشت گردی کے پیچھے قادیانی عنصر کی خطرناک سازشیں بھی شامل ہیں انھوں نے کہا کہ وفاقی وزیر داخلہ کو اب پتہ چلا ہے کہ کراچی میں اسلحہ اسرائیل سے آرہا ہے؟

انھوں نے کہا کہ امریکہ انڈیا اور اسرائیل پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لیے ایک تثلیث قائم ہے اور قادیانی ان کے مُہرے کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

اختتامی تقریب سید محمد کفیل بخاری کی دعا سے اختتام پذیر ہوئی۔ قبل ازیں حضرت مولانا محمد مغیرہ، مولانا مشتاق احمد چنیوٹی، ڈاکٹر سید خالد جامعی، حافظ عابد مسعود ڈوگر اور دیگر علماء کرام اور دانشوروں نے بھی لیکچرز دیے۔

قادیانی ملکی سلامتی کے لیے مستقل خطرہ ہیں: شیخ حسین اختر لدھیانوی

ملتان (۲۱/جولائی ۲۰۱۱ء) مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشریات شیخ حسین اختر لدھیانوی نے بیان میں کہا کہ قادیانی ملکی سلامتی کے لیے مستقل خطرہ ہیں۔ قادیانی مرزائی آئین کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں، قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف مکروہ سازشوں میں مصروف ہیں اور چناب نگر کو دوبارہ ربوہ بنانے کے صیہونی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں۔ مجلس احرار اسلام فتنہ قادیانیت کے خاتمہ تک اپنی جدوجہد جاری رکھے گی، انھوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عملدرآمد کرایا جائے قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ قادیانی چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے، چناب نگر میں حکومت قادیانی لیز ختم کرے۔

میں قادیانیوں پر لعنت بھیجتا ہوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے (مجید نظامی)

راولپنڈی (اصغر شاہ، عزیز علوی، راجہ عابد پرویز) پاکستان پائندہ باد کانفرنس کا آغاز علامہ اظہار بخاری کی تلاوت

قرآن پاک سے ۵بجکر ۵۰منٹ پر کیا گیا۔نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم معروف نعت خواں عبدالرزاق جامی نے پیش کی جبکہ بعدازاں سٹیج پر جنرل (ر) عبدالقیوم، زمردخان، شیخ رشید احمد، حاجی نواز کھوکھر، ڈاکٹر جمال ناصر، اختر محمود ایڈووکیٹ، ڈاکٹر فرید پراچہ، غلام سرور خان تشریف فرما تھے۔ پروفیسر نعیم قاسم صدر نظریہ پاکستان فورم راولپنڈی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیے۔ پاکستان پائندہ باد کانفرنس میں جناب مجید نظامی نے تمام شرکاء سے قومی عہد (حلف) لیا۔کانفرنس میں سابق وائس چانسلر اور نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے وائس چیئر مین پروفیسر ڈاکٹر رفیق احمد کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ ہال شرکاء سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا جس میں نوجوانوں اور خواتین کی بھی بہت بڑی تعداد تھی۔ بھارت میں امریکی وزیر خارجہ کے پاکستان بارے بیان کو سفارتی آداب کے منافی قرار دیتے ہوئے شرکاء نے اس کی مذمت کی۔ سابق وفاقی وزیر شیخ رشید احمد نے کہا کہ میں بغیر عہد کے نظامی صاحب کے ساتھ ہوں۔ زمردخان نے کہا مجید نظامی کے قلم میں جو طاقت ہے اس کا مقابلہ لاکھوں توپیں اور کلاشنکوفیں نہیں کر سکتیں۔ بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے پروفیسر نذرالاسلام کی آمد پر ان کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ مجید نظامی نے ایک موقع پر کہا میں قادیانیوں پر لعنت بھیجتا ہوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے۔اس موقع پر وہ خاصے جذباتی ہو گئے۔ (نوائے وقت، ۲۲رجولائی ۲۰۱۱ء بروز جمعۃ المبارک)

☆☆☆

چیچہ وطنی (رپورٹ: شاہد حمید) یکم جولائی کو حافظ محمد عابد مسعود نے عقیدۂ ختم نبوت کے عنوان پر جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔5۔ جولائی کو عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا منظور احمد اور محمد ارشد چوہان نے عارف والا، جھوک نواز اور بورے والا کا سفر کیا۔ بورے والا مدرسہ ختم نبوت میں احبابِ جماعت سے ملاقات کی 8۔ جولائی کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ''تحفظ ختم نبوت اور حالاتِ حاضرہ'' کے عنوان پر لاہور جامع مسجد حنفیہ نشتر روڈ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کیا۔ اگلے روز 9۔ جولائی کو وہ راولپنڈی روانہ ہوئے بعد نماز مغرب جناب سیف اللہ خالد کی رھائش گاہ پر میڈیا میں صف بندی کے سلسلہ میں منعقد ہونے والے غیر رسمی اجلاس میں شرکت اور ضروری مشاورت کی جناب رعائت اللہ فاروقی، مولانا عبدالقدوس محمدی اور جناب مفتی عمر فاروق بھی شریکِ اجلاس تھے جناب فیصل جاوید (اساسی رکن) اپنی مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہ لا سکے اجلاس میں سابقہ رپورٹ پیش کی گئی اور آئندہ اہداف طے ہوئے اجلاس کے بعد نومسلم جناب راجہ نعمان (سابق قادیانی) بھی تشریف لائے اور احباب نے اُن کا خیر مقدم کیا 10۔ جولائی کو G-9/3 اسلام آباد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما قاری عبدالوحید قاسمی کی رھائش گاہ پر جناب طاہر منصور (سابق قادیانی) سے تفصیلی ملاقات ہوئی جناب سیف اللہ خالد نے ان سے ضروری معلومات حاصل کیں مولانا شمس الرحمٰن معاویہ اور دیگر حضرات بھی اس موقع پر موجود تھے اسی روز بعد نماز عشاء پروفیسر حافظ عبدالوحد سجاد جناب سیف اللہ خالد کی رھائش گاہ پر تشریف لائے اور خالد چیمہ سے تفصیلی ملاقات کی، 11۔ جولائی کو خالد چیمہ راولپنڈی سے لاہور پہنچے اور حافظ محمد طاہر، حافظ محمد زاہد کے والدِ گرامی جناب حافظ شبیر احمد (سابق مقیم چیچہ وطنی) جو ایک روز قبل لاہور میں انتقال فرما گئے تھے کی تعزیت کی۔ بعدازاں اوکاڑہ پہنچے اور محمد معاویہ رضوان کے برادرِ نسبتی محمد اسلم سندھو کے والدِ گرامی

کی تعزیت کی، جناب شیخ مظہر سعید کی چچی مرحومہ کے انتقال پر تعزیت کے بعد جناب خالد محمود کو تولیت میں بننے والی زیر تعمیر مسجد عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) اور مدرسہ دیکھا اور دعا کرائی 13۔ جولائی کو حافظ محمد عابد مسعود نے مرکزی دفتر ملتان میں سالانہ ختم نبوت کورس میں لیکچر دیا اسی روز بعد نماز مغرب جناب سید خالد جامعی کراچی نے کورس کے شرکاء اور مندوبین کی بڑی تعداد کو لیکچر دیا 14۔ جولائی کو جناب سید خالد جامعی نے دفتر احرار چیچہ وطنی میں گفتگو فرمائی اور عازم سفر ہوئے 18۔ جولائی کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ملتان کورس کے شرکاء کی اختتامی نشست سے گفتگو کی۔ 18۔ جولائی کو قاری محمد عبداللہ رحیمی نے دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد اور 19۔ جولائی کو دارالعلوم ختم نبوت مرکزی مسجد عثمانیہ کے شعبۂ ناظرہ کا امتحان لیا۔ 20 جولائی کو دارالعلوم ختم نبوت درجۂ حفظ جامع مسجد اور درجۂ حفظ مرکزی مسجد عثمانیہ کے طلباء کرام کا جناب قاری محمد نصر اللہ ٹوبہ ٹیک سنگھ نے امتحان لیا۔ 20 جولائی کو جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے ڈی پی او ساہیوال سے شہداءِ ختم نبوت کیس ساہیوال کی سپریم کورٹ میں پیروی اور قادیانی ملزمان کی عدم گرفتاری کے علاوہ ساہیوال مشن چوک کے قریب قادیانی عبادت گاہ جو قانون کی دفعہ 145 کی کارروائی کے باعث سیل ہے کے حوالے سے ملاقات کی اور صورتحال سے آگاہ کیا مولانا عبدالستار، قاری سعید ابن شہید، مولانا منظور احمد، قاری عتیق الرحمٰن، قاری عبدالجبار، قاری بشیر احمد، حافظ محمد سلیم بھی اس ملاقات میں موجود تھے بعد ازاں جامع مسجد نور ساہیوال میں مذکورہ حالات اور حکمت عملی کے حوالے سے خصوصی مشاورت ہوئی جس میں یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ 26۔ اکتوبر 2011ء کو ساہیوال میں یوم شہداء ختم نبوت ساہیوال اہتمام کے ساتھ منایا جائے گا۔ 21۔ جولائی کو دارالعلوم ختم نبوت کے صدر مدرس جناب قاری محمد قاسم نے مدرسہ معمورہ (مرکزی دفتر لاہور) کے طلباء کرام کا امتحان لیا اور نتائج کو تسلی بخش قرار دیا۔ 21۔ جولائی کو عبداللطیف خالد چیمہ نے لاہور کا سفر کیا اور کوئٹہ سے تشریف لائے ہوئے سینئر صحافی جناب حاجی فیاض حسن سجاد کے بھانجے کی ولیمے کی تقریب میں شرکت کے بعد دفتر مرکزیہ میں قیام کیا۔ 22۔ جولائی کو انہوں نے جناب میاں محمد اویس کے ہمراہ سپریم کورٹ میں شہداءِ ختم نبوت ساہیوال کے مقدمہ کے وکیل جناب چودھری علی محمد سے ضروری مشاورت کی۔

مردِ درویش

حضرت مولانا محمد عمر قریشی رحمہ اللہ کی سوانح

● احیائے سنت ● تحفظ ختم نبوت ● تحفظ ناموسِ رسالت ● تحفظ ناموسِ صحابہ

اور عظمتِ قرآن و حدیث کے ایمان افروز واقعات کا مرقع، علماء حق اور مشائخ عظام کی پاکیزہ صحبتوں کا تذکرہ

مرتب و مدوّن: مفتی عطاء الرحمٰن قریشی —— ضخامت: 238 صفحات　قیمت: -/200 روپے

ملنے کا پتا　مدرسہ عائشہ صدیقہ، بلاک نمبر 1 — B-657 میٹروول، سائٹ کراچی 0300-7191381

ادارہ

مسافرانِ آخرت

● **اہلیہ مرحومہ صوفی عبدالشکور:** مجلس احرار اسلام بورے والہ کے امیر صوفی عبدالشکور صاحب کی اہلیہ اور حافظ عبدالباسط کی والدہ مرحومہ۔ انتقال: ۱۲؍ جولائی ۲۰۱۱ء۔ مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی جبکہ مولانا منظور احمد (چیچہ وطنی) نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ عبداللطیف خالد چیمہ، محمد ارشد چوھان، محمد آصف چیمہ نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ قائد احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، سید محمد کفیل بخاری، سید عطاء المنان بخاری اور مولانا محمد فیصل متین سرگانہ، مولانا فضل حسین، حافظ محمد شفیق، محمد نوید طاہر، رانا عابد حسین، رانا خالد محمود نے صوفی عبدالشکور صاحب کے گھر جا کر تعزیت اور دعاء مغفرت کی۔ مرحومہ پابند صوم وصلوٰۃ اور انتہائی صالحہ خاتون تھیں۔

● **محمد اسامہ مرحوم:** جامعہ قادریہ رحیم یار خان کے مہتمم حضرت مولانا قاضی عزیز الرحمٰن کے جواں سال بھانجے محمد اسامہ انتقال کر گئے۔

● **نذیر احمد مرحوم:** مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے قدیم کارکن سعید احمد عارفی اور عارف والا کے مشہور عالم دین مولانا محبوب الرحمٰن کے والدِ گرامی نذیر احمد انتقال فرما گئے۔ ۵؍ جولائی بدھ کو مرحوم کی نماز جنازہ تبلیغی مرکز رائے ونڈ کے بزرگ مولوی اعجاز حسین نے پڑھائی عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا منظور احمد اور محمد ارشد چوھان نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کا اظہار کیا۔

● چیچہ وطنی کے چک نمبر 108-12 ۔ ایل کے مولانا مفتی عطاء اللہ کے والد گرامی گزشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔

● **جناب محمد شریف مرحوم:** مجلس احرار اسلام کہروڑ پکا کے کارکن صوفی عبداللطیف کے بڑے بھائی جناب محمد شریف مرحوم۔ انتقال: ۱۲؍ جولائی ۲۰۱۱ء ● **سعید احمد مرحوم:** لاہور میں ہمارے قدیم مہربان حاجی محمد احمد صاحب کے داماد اور بھائی عزیز احمد کے بہنوئی سعید احمد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

● **محمد اطہر مرحوم:** مجلس احرار اسلام خان پور کے امیر چودھری عبدالجبار صاحب کے جواں سال بھتیجے محمد اطہر گزشتہ ماہ مکہ مکرمہ میں انتقال کر گئے۔

● **صوفی محمد سرور حسن رحمۃ اللہ علیہ:** معروف مبلغ وخطیب مولانا سلطان محمود ضیاء (ملتان) کے والدِ ماجد صوفی محمد سرور حسن گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ مرحوم صوفی صاحب علماء کی صحبتیں اٹھانے والے اور دینی اجتماعات میں اہتمام سے شرکت کرنے والے ایک صالح انسان تھے۔ جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس سرہٗ کے درسِ قرآن کے مستقل سامع تھے۔ انھوں نے تحریک ختم نبوت اور تحریک دفاع ناموس صحابؓ میں نہایت سرگرمی سے حصہ لیا۔

● **بھائی عبیداللہ مرحوم:** حافظ محکم دین رحمۃ اللہ علیہ (شہلی غربی، حاصل پور) کے فرزند، حافظ کفایت اللہ مرحوم کے بھائی اور حافظ محمد معاویہ، محمد مغیرہ کے چچا، بھائی عبیداللہ ۷؍ جولائی ۲۰۱۱ء کو انتقال کر گئے۔ سید محمد کفیل بخاری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ سید عطاء المنان بخاری بھی نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔

● **والدہ مرحومہ رئیس حبیب احمد:** ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب رئیس حبیب احمد کی والدہ ماجدہ ۱۹؍ جولائی کو لاہور میں انتقال کر گئیں۔ اُن کی نمازِ جنازہ ابدالی مسجد ملتان میں ادا کی گئی اور مرحومہ کو ملتان میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔

● **خالہ مرحومہ و ماموں زاد بہن محمد یوسف شاد:** نقیب ختم نبوت کے سرکولیشن منیجر محمد یوسف شاد کی خالہ مرحومہ اُمِ طارق ماہ جون اور ماموں زاد بہن اُمِ صفدر ماہ جولائی میں انتقال کر گئیں۔

● **والدہ محترمہ طارق محمود باجوہ:** شورکوٹ سے نقیب ختم نبوت کے قاری جناب طارق محمود باجوہ کی والدہ ماجدہ اور مولانا محمد مراد (فاضل دیوبند) کی بیٹی ۱۶ رمئی ۲۰۱۱ء کو انتقال کر گئیں۔

احباب وقارئین سے تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت و ایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔ (آمین)

جناب عبدالرحمٰن باوا کے لیے دعاء صحت

لندن (۲۷ر جولائی) عالمی مبلغ ختم نبوت اور ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ جناب عبدالرحمٰن باوا عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔ اُن کا بائی پاس آپریشن ہونا ہے۔

تحریکِ ختم نبوت سے وابستہ تمام کارکنوں، علماء اور احباب سے درخواست ہے کہ محترم عبدالرحمٰن باوا کے کامیاب آپریشن اور جلد از جلد صحت یابی کے لیے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صحتِ کاملہ عطاء فرمائیں۔ (آمین)

مدرسہ معمورہ میں درجۂ مشکوٰۃ شریف کا اجراء

ان شاء اللہ آئندہ تعلیمی سال شوال ۱۴۳۲ھ مدرسہ معمورہ ملتان میں حدیث شریف کے اسباق شروع کیے جا رہے ہیں اور درجہ مشکوٰۃ کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ علما، طلبا اور احبابِ احرار سے درخواست ہے کہ کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سعادت عطا فرما دیں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور درود شریف کی صدائیں ہمارے مدرسہ میں مسلسل بلند ہوتی رہیں۔ نیز رزّاق مطلق جل شانہٗ اپنے خزانۂ غیب سے مدارس دینیہ کی مدد فرمائیں۔ (آمین) ناظم مدرسہ معمورہ

رمضان المبارک میں تحریک تحفظِ ختم نبوت اور مدارس سے تعاون کیجیے

● مدرسہ معمورہ اور جامعہ بستان عائشہ کی ضروریات ● تعمیری اخراجات
● تحفّظِ ختمِ نبوت کے لٹریچر کی اشاعت کے لیے

اپنی زکوٰۃ و صدقات، خیرات اور عطیات زیادہ سے زیادہ عنایت فرما کر ہماری دینی جدوجہد میں شامل ہوں۔

ملتان میں ہمارے سفیر: جناب عبدالحکیم 0302-7719883
مزید رابطہ نمبرز: 061-4511961,0300-6326621

منجانب: ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

مولانا اعجاز صمدانی

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱) سونا (خواہ کسی شکل میں ہو) ---------------------------------- مثلاً اِس کی قیمت:- 50,000/-

(۲) چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو) -------------------------------------- // ----------- 10,000/-

(۳) مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین [۱] ------------------ 300,000/-

(۴) بینک میں جمع شدہ رقم --- 100,000/-

(۵) اپنے پاس موجود نقد رقم --- 100,000/-

(۶) ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو)

خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو ------------- 50,000/-

(۷) غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے) --- 10,000/-

(۸) کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔

ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو) --- 50,000/-

(۹) جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے

(Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔

(اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے) ---------------------------- 50,000/-

(۱۰) بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) [۲] --- 100,000/-

(۱۱) کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مال تجارت ------------------------- 10,000/-

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۲)	کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔ (جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو)	10,000/-
(۱۳)	خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا	200,000/-
(۱۴)	تیار شدہ مال کا اسٹاک	20,000/-
(۱۵)	کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع)	50,000/-
	کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں	11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱)	واجب الاداء قرضہ (۱) ---- مثلاً	10,000/-
(۲)	کمیٹی (بیسی) کے بقایاجات۔ (اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو) ---- //	100,000/-
(۳)	یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں ---- //	10,000/-
(۴)	پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں ---- //	100,000/-
(۵)	ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں	100,000/-
(۶)	گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو	10,000/-
(۷)	قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں	10,000/-

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی	3,80,000/-
کل مالِ زکوٰۃ (رقم)	11,10,000/-
وہ رقم جو منہا کی جائے گی	-3,80,000/-
وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے	7,80,000/-
مقدارِ زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں)	18,250/-

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔ (اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۴)

7 ستمبر ـــــ یومِ تحفّظ ختم نبوت

7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ نے متّفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا۔
اس تاریخ ساز دن کی مناسبت سے

7 ستمبر 2011ء بدھ، بعد نماز مغرب

دفتر مجلس احرار اسلام C-69 حسین سٹریٹ، نیو مسلم ٹاؤن، وحدت روڈ، لاہور

میں ایک سیمینار منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے رہنما خطاب کریں گے۔

مجلس احرار اسلام لاہور
042-35912644
0300-4240910

خطباتِ سید ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

اب ایم پی تھری سی ڈیز میں

مجلس احرار اسلام (۱۹۲۹ء)

جانشین امیر شریعت، امام اہل سنت حضرت مولانا ابو معاویہ ابوذر بخاری نور اللہ مرقدہٗ کے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، عقیدۂ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت انبیاء کرام علیہم السّلام، سیرتِ ازواج واصحاب رسول علیہم الرضوان اور سیرتِ امیر المومنین، خال المسلمین، خلیفۂ راشد و عادل و برحق سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما، ائمہ، فقہا، علماء حق اور مشائخ کے ایمان افروز واقعات پر مشتمل علمی وتحقیقی 100 خطبات کی 10 آڈیو سی ڈیز تیار ہوگئی ہیں۔ مزید تقاریر کی سی ڈیز تیار کی جا رہی ہیں۔

قیمت فی سی ڈی: -/60 روپے

قیمت مکمل سیٹ (10 سی ڈیز) -/600 روپے

صدائے احرار دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان 0300-8020384

ماہنامہ الاحرار ملتان

Monthly Al.Ahrar Multan. R.No. M-181

اشاعتِ خصوصی

بیادِ مجاہدِ ختمِ نبوت، مجددِ خطابت، بطلِ حریت، امیرِ شریعت

سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ علیہ

ایک ایسی بے مثال شخصیت کا تذکرہ جس کی بے لوث جدوجہد، جذبۂ جہاد، غیرتِ ایمانی، شعلہ نوا خطابت اور بے خوف قیادت نے فرنگی سامراج کی بنیادیں ہلادیں اور اس کی معنوی اولاد کو منطقی انجام تک پہنچا دیا۔

ضخامت: 150 صفحات

قیمت: -/70 روپے

muaviyah2000@yahoo.com

0300-8731553

رابطہ 232 کوٹ تغلق شاہ، ملتان

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمہ اللہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیل زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

CARE کئیر
PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک	**مدینہ ٹاؤن**	**اقبال سٹیڈیم**
اعوان پلازہ	سوساں روڈ	بالمقابل سندباد
041-8540064	041-8543127	041-2605733

جناح کالونی	فیصل آباد میں پانچ برانچز الحمدللہ	**گلستان کالونی**
گلبرگ روڈ		نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2642833		041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ایئر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore